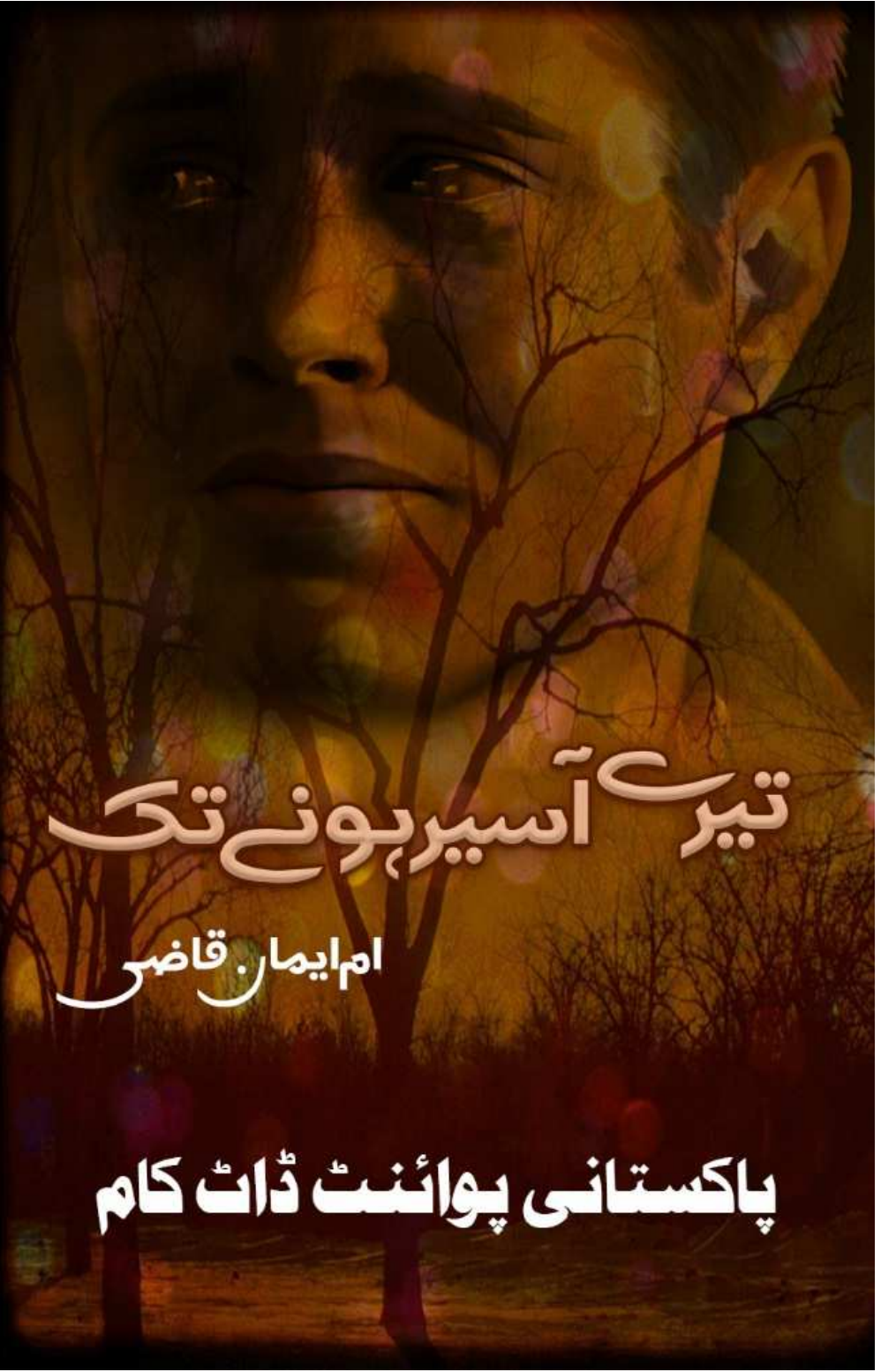
تیرے آسیر ہونے تک
ام ایمان قاضی
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تیرے اسیر ہونے تک

ام ایمان قاضی

تیرے اسیر ہونے تک

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تا کہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روزکا ایک صفحہ کمپوز کرکے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، تتلی ،ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم ، مینجمنٹ: ایکس ٹو یا وقار سے رابطہ کریں ،

شکریہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

رات گہری تھی ڈر بھی سکتے تھے
ہم جو کہتے تھے کر بھی سکتے تھے
تم جو بچھڑے تو یہ بھی نہ سوچا
کہ ہم تو پاگل تھے مر بھی سکتے تھے

”لڈو... لڈو اٹھ جاؤ پلیز میں یونیورسٹی سے آج پھر لیٹ ہوگئی ہوں۔ گھر میں نہ گاڑی ہے نہ ڈرائیور' پوائنٹ بھی نکل گی ہوگی اور میری صبح پہلی کلاس ہے۔“ زور سے چلاّتے ہوئے وہ ایان کے کمرے میں داخل ہوئی اور روز دہرانے والی کہانی ایک بار پھر سناتے ہوئے اس کے اوپر سے کمبل کھینچ ڈالا۔

”ظالم لڑکی... رات دو بجے سویا تھا' نیند بھی نہیں پوری ہوئی اب ایسی حالت میں بائیک کہیں دے ماری تو پھر مجھے الزام مت دینا۔“ جمائیاں لیتے ہوئے وہ اٹھا اور بیڈ کے نیچے سے سلیپر تلاش کرکے پیر میں اڑس لی۔

”بس کرو یہ بہانے بازیاں اور جلدی سے فریش ہوکر باہر آؤ۔ پھوپو کو میں تمہارے

ناشتے کا کہتی ہوں یہ باتیں تم اس کو کہو جو تمہیں جانتا نہ ہو۔ ساری ساری رات تمہیں الوؤں کی طرح جاگتے ہوئے کب سے دیکھتی آئی ہوں اور مجھے تو لگتا ہے کہ نیند میں بھی کوئی رپورٹ شپوٹ ہی بنالیتے ہوگے تم۔" اسے واش روم کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ کہہ کر خود کمرے سے باہر نکل آئی اور آ کر پھوپو کو بتایا کہ ناشتا جلدی تیار کر دیں' لڑو فریش ہونے کے لیے گیا ہے۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے' اب تم بھی تسلی سے بیٹھ کر اس کے ساتھ ہی ناشتا کر لو پھر چلی جانا یونیورسٹی۔" پھوپو نے ٹیبل پر گرما گرم ناشتا لگاتے ہوئے بار بار گھڑی کی طرف دیکھتی یشفع کو مخاطب کیا۔

"میں ناشتا کر کے نکلتی ہوں' پھوپو اور زیبی آپا چلی گئیں۔"

"ہاں بھئی تمہاری زیبی آپا تو نکل جاتی ہے صبح چھ بجے ہی' میں نے تو اس کے ساتھ ہی ناشتا کر لیا تھا۔ اب تم جلدی سے شروع کرو' میں ایان کو بلا لاؤں۔ کیا میں نہیں جانتی تمہارا ناشتا... سوکھا سڑا ایک توس اور سڑی ہوئی چائے۔" پھوپو نعیمہ اس کی بات کو خاطر میں نہ لائیں اور پلیٹ میں پراٹھا نکل کر اس کے آگے رکھا اور خود ایان کو بلانے چل دیں۔ یشفع نے بے بسی سے دیسی گھی میں تربتر پراٹھے کو دیکھا نوالہ توڑنے کو ہاتھ بڑھادیا۔ پتا تھا کہ پھوپو اب اسے ناشتے کے بغیر ہرگز نہیں نکلنے دیں گئیں۔ تھوڑی دیر

بعد وہ اس کی بائیک پر پیچھے بیٹھی پچھلے دنوں کی روداد سناتے ہوئے اس کا سر کھا رہی تھی۔ آخر کو تین دن بعد اس کی شکل دیکھی تھی اور ایان کو ہر بات بتائے بغیر اسے چین کہاں آتا تھا۔

"ارے لڑو... تمہارا پچھلا پروگرام اتنا زبردست گیا اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں؟" دفعتاً خفگی سے ایک دھپ اس کی کمر پر رسید کی گئی جس کے نتیجے میں بائیک لہرا سی گئی۔ "وہ تو میری فرینڈز نے مجھے بتایا کہ کتنا زبردست پروگرام کیا تم نے اور کیسے ان بے ایمان لوگوں کو بے نقاب کیا جو اتنی بے دردی اور بے حسی سے نقلی دوائیاں بنا کر عوام کی جانوں سے کھیل رہے تھے پھر میں نے وہ پروگرام ڈاؤن لوڈ کر کے دوبارہ دیکھا۔ ایسا گھناؤنا کام کرنے والوں کی شکلیں بھی ویسی ہی گھناؤنی تھیں۔ توبہ پتا نہیں کیسے تمہیں ایسے آئیڈیاز آجاتے ہیں' لاسٹ ویک وہ گردہ فروشوں کا گروپ اور اب یہ مجرم لوگ' تم اپنا خیال بھی تو نہیں رکھتے ہو اور میں تو کہتی ہوں یہ جرائم والی فیلڈ چینج کر لو' یہاں تو دشمنیاں بھی بڑی جلدی پال لیتے ہیں لوگ۔" اب وہ تشویش سے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ارے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے' پوچھنا ممانی سے کہ ان دنوں میں کتنی بار گیا تمہارے گھر اور سیل محترمہ آنٹی کے گھر بھول کے چلی گئیں اور اب غصہ مجھ پر نکل رہا ہے۔"

وہ جل کر بولا۔

"ہاں وہ میں تمہیں بتانا بھول گئی تھی کہ سمیر کی پرموشن ہوگئی تو میں آنٹی کے گھر مبارک باد دینے کے لیے گئی تھی۔ ویک اینڈ تھا سو آنٹی نے زبردستی روک لیا اور وہاں تو تمہیں پتا ہی ہے مجھے وقت گزرنے کا پتا ہی کہاں چلتا ہے۔" اس کا سرشاری سے بولنا ایان کا جی جلا گیا' ابھی جو تھوڑی دیر پہلے وہ اس کی فکر کرتی کتنی بھلی لگ رہی تھی' سارے خوشگوار موڈ کی ایسی کی تیسی ہوگئی تھی۔

"لڈو... تم نے مجھے مبارک باد بھی نہیں دی۔" نیا شکوہ زبان سے برآمد ہونے پر ایان چونکا۔

"میرے خیال میں حالیہ دنوں میں تم نے ایسا کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا جس کی تمہیں مبارک باد دی جائے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے' اب کے ایک اور دھپ اس کی کمر پر رسید ہوئی۔

"سمیر نے اتنا شاندار کارنامہ سرانجام دیا اتنے خطرناک مجرموں کو پکڑوا کے ڈیپارٹمنٹ نے اس کی ترقی کردی اور تم کہہ رہے ہو کس بات کی مبارک باد؟"

"ویسے یار... ملک کے مایہ ناز بینکر کو اس طرح سے ایک لڑکی کے ہاتھوں کوئی پٹتا دیکھ لے تو لوگ جلوس نکال کر تمہارے گھر کے سامنے کھڑے ہوجائیں خصوصاً لڑکیاں اور تم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ظالم لڑکی' تمہیں قدر ہی نہیں ہے۔ سچ کہتے ہیں لوگ کہ گھر کی مرغی بلکہ مرغا دال برابر' لو بھئی ٹائم سے پہلے پہنچادیا تمہیں یونیورسٹی اب واپسی کے لیے کیا حکم ہے۔"

اس نے بائیک روکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی پہلی بات کا جواب گول کردیا۔

"آں... واپسی... میں ممی سے کہہ کر گاڑی منگوالوں گی۔ تم جاؤ' نیند پوری کرو پہلے ہی تمہیں نیند سے جگادیا۔ سوری لڈو... اینڈ تھینک یو لڈو... سوری اس لیے کہ میں جانتی ہوں جب تم نیند میں ہوتے ہو تو تمہیں جگایا جانا کتنا ناپسند ہے پھر بھی میرے لیے جاگ جاتے ہو اور میں یہ بات جانتے ہوئے بھی تمہیں جگا دیتی ہوں اور تھینک یو میرا اتنا خیال رکھنے کے لیے۔"

"بس... بس... مس جذباتی' کلاس سے لیٹ ہوجاؤ گی۔" ابھی اس کی تقریر مزید لمبی ہونی تھی جب ایان نے اس کو ٹوکا اور اسے اللہ حافظ کہہ کر اس نے بائیک کو کک لگا کر اس کا رخ گھر کی طرف موڑ دیا۔

تین مسلسل پیریڈز کے بعد اب وہ سب کینٹین کی طرف آ گئی تھیں۔

"یشفع تم صبح ایان کے ساتھ آئی تھیں' یار ہمیں انفارم ہی کردیا ہوتا تو ہم آٹوگراف بھی لے لیتے اور کوئی سیلفی شیلفی بھی بن جاتی۔ وہ تو میں نے تمہیں بائیک سے اترتے دیکھا تھا۔" افشین صبح سے ہی یشفع سے یہ بات کرنا چاہ رہی تھی اور اس کو اب موقع ملا تھا۔

"کون لڈو... اسے تو میں نیند سے جگا کے لائی تھی اور ویسے بھی سیلبریٹی والی کوئی عادت ہی نہیں ہے اس میں۔لڑکیوں سے تو کوسوں دور بھاگتا ہے وہ۔ کرائمز فیلڈ تو اس کی پسندیدہ ہے تبھی اس جاب سے جڑا ہے ورنہ اس کے خیال میں اسے بیک اسکرین رہنا زیادہ پسند ہے۔" ٹھنڈی ٹھارکوک کا گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے یشفع نے اطمینان سے کہا۔ "ہاں اگر میری منت کرو' کوئی پارٹی وارٹی ارینج کرو تو ہوسکتا ہے لڈو سے کہہ کر ایک آدھ سیلفی تمہارے ساتھ بنوا ہی دوں۔" ان سب کا اشتیاق دیکھ کر اس نے اترا کر کہا۔ افشین نے پاس رکھا بیگ اٹھا کر اس کے بازو پر رسید کیا۔

"تم دوست ہو کہ آستین کا سانپ' اتنی خدمتیں ہم اسی ہیرو کی کرلیں تو وہ خود ہی راضی ہوجائے گا۔ سیلفی تو سیلفی ہو سکتا ہے لنچ بھی کرادے۔" افشین جل کر بولی' یشفع نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے اسے گھورا جبکہ باقی سب ہنس دی تھیں۔

"اور ہاں یشفع کی بچی... یہ تو اسے لڈو کس خوشی میں بلاتی ہے۔ اتنے ہینڈسم بندے کا سارا امیج ہی برباد ہوجاتا ہے۔ لڈو... بھلا بتاؤ یہ کیسا پیار کا نام ہے' تصور میں ایک گول مول سا بندہ آجاتا ہے جو پھٹنے کے قریب ہو۔" زارا نے بھی یشفع کی کلاس لی۔

"ہاں تو میں غلط نہیں کہتی ناں' میٹرک تک تو لڈو ایسے ہی تھا گول مٹول اور ایک اور بات مائی ڈیئر فرینڈز... وہ لڈو صرف اور صرف میرے لیے ہے اور کوئی اسے بلائے گا تو

وہ خود تو کیا میں بھی سخت بُرا مانوں گی اب اگر میری کلاس مکمل ہوگئی ہو تو چلیں' مسز شمس کی کلاس شروع ہونے میں صرف پانچ منٹ ہیں۔" یشفع نے کہا تو سب وہاں سے اٹھ گئیں۔ واپسی پر لینے اسے گاڑی آئی تھی مگر گھر پہنچنے پر ممی کو موجود نہ پا کر اس کا اچھا خاصا موڈ خراب ہوگیا۔

☆☆☆☆☆☆

"میڈم کی تو میٹنگ ہے آج' انہوں نے کہا تھا جب آپ آئیں تو کھانا لگادوں۔" ملازمہ کے مؤدبانہ انداز میں بتانے پر اس نے اپنا بیگ اس کے حوالے کیا' کچھ لمحے سوچا پھر کہا۔

"نہیں بوا... آپ لوگ کھالیں' میں پھوپو کے گھر جارہی ہوں۔" کپڑے تبدیل کیے بنا ہی وہ درمیانی باڑھ پھلانگ کر انیکسی کی طرف آئی جہاں پھوپو اور زیبی نے شاید کھانا ابھی شروع ہی کیا تھا۔

"ارے آؤ یشفع' آج تمہاری پسند کی بریانی پکائی ہے اور زیبی کہہ رہی تھی کہ یشفع یونیورسٹی سے آجائے تو دے آؤں گی۔" اس کے سلام کے جواب میں پھوپو خوش ہوکر بولیں تو زیبی نے بھی تائیداً سر ہلایا۔

"دیکھ لیں پھر' دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ میں یونیوسٹی سے سیدھی گھر آئی تھی' ممی

گھر پر نہیں اور اتنی بڑی ٹیبل پر ہزار میری پسندیدہ ڈشز کیوں نہ ہوں دل ہی نہیں کرتا اکیلے کھانے کو۔" اس نے پلیٹ آگے کھسکا کر چاول ڈالے اور پھوپو سے کہا۔

"لڈو کہاں ہے... ابھی تک سویا ہوا ہے کیا؟" پہلا چمچ لیتے ہی اس نے پوچھا۔

"اس نے تو آج پروگرام کے لیے نکلنا تھا' آؤٹ آف سٹی کم از کم دو دن تو لگ جائیں گے۔ اس دفعہ تو کہہ رہا تھا کہ ٹارگٹ بہت ٹف ہے' زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں۔ اللہ میرے بچے کو اپنی امان میں رکھے۔حق اور سچ کی جنگ جو لوگ لڑتے ہیں ان کو تو مخالفین بھی زیادہ ہوتے ہیں ویسے تو ٹیم ورک ہوتا ہے مگر سامنے یہی ہوتا ہے تو بُرا بھی یہی لگتا ہے مخالفین کو۔ میرا تو دل ہولتا رہتا ہے اچھی بھلی اخبار کی نوکری چھوڑ کر یہاں آ گیا' اتنی خطرناک فیلڈ میں۔" یشفع کو اس کی مصروفیات بتاتے ہوئے وہ فکرمند ہوکر کھانا چھوڑ بیٹھیں۔

"ارے امی فکر نہ کریں' جب اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں تو تو کل بھی رکھتے ہیں۔ اللہ کی امان میں دیا تو ڈرنا کیسا' آپ کو تو فخر ہونا چاہیے آج کے اس نفسانفسی کے دور میں جب ہر فرد اپنی بقا کی جنگ میں اچھے اور بُرے کا فرق بھلائے بیٹھا ہے' آپ کا بیٹا سچ کا جھنڈا لے کر اپنی زندگی کو کسی مقصد کے لیے گزار رہا ہے۔ اسے حوصلہ دینے کی بجائے آپ ایسی باتیں لے کر بیٹھ جاتی ہیں۔" زیبی نے روز کی دہرائی جانے والی باتیں

پھر سے کہیں۔

"ٹھیک کہا تم نے بچے مگر ماں کا دل ہے ناں' اوپر سے ملک کے حالات بھی تو ایسے ہی ہیں جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا اصول ہے ہر طرف' ایسے میں سچ کہنے والے کو ہی الٹا بُرا سمجھتے ہیں سب۔ ارے تم دونوں کیوں کھانا چھوڑ کر بیٹھ گئیں' میں نے کیسے وقت میں یہ ذکر چھیڑ دیا' چلو بیٹا کھانا مکمل کرو اور بھائی کے لیے دعا کیا کرو اللہ اسے اپنی حفاظت میں رکھے' آمین۔" پھوپو نے دلگرفتگی سے کہتے ہوئے ان دونوں پر نگاہ کی اور انہیں کھانا چھوڑے دیکھا تو خود بھی دوبارہ سے کھانا شروع کیا اور ان دونوں کو بھی ٹوکا۔ پھوپو نماز پڑھنے کے لیے اٹھ گئیں' زیبی نے برتن سمیٹے' یشفع زیبی کے کمرے میں جا کر نیم دراز ہوچکی تھی جب زیبی آپا چائے لے کر آئیں۔

"ارے زیبی آپا... جئیں ہزاروں سال۔" اس نے اٹھ کر کپ تھاما پھر وہ دونوں جو باتوں میں مگن ہوئیں تو ٹائم گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ باتیں کرتے کرتے یشفع کو نیند آ گئی تھی وہ تو پھوپو نے عصر کے بعد ان دونوں کو آ کر جگایا۔

"اٹھ بھی جاؤ بچیو' شام ڈھلنے کو ہے اور یشفع تمہارا موبائل شاید گھر ہے بیٹا اور تمہاری امی تین دفعہ گھر کے نمبر پر فون کر چکی ہیں۔ ایک دفعہ ملازمہ بھی ہوکر گئی ہے کہ جیسے ہی جاگو فوراً گھر آؤ کوئی مہمان آئے ہیں تمہاری طرف۔" اسے اٹھ کر بال سمیٹتے دیکھا تو

پھوپو نے ممی کا پیغام اس تک پہنچایا جسے سنتے ہی وہ تیزی سے بالوں کو پونی کی شکل دینے لگی۔

ممی اور پھوپو کے بیچ نند' بھابی والی روایتی چپقلش تو نہیں تھی مگر پھر بھی ممی پھوپو کے گھر اس کا اتنا آنا جانا کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھیں وجہ شاید ان کا اور پھوپو کا طبقاتی فرق تھا۔ بہت چھوٹی تھی یشفع جب پھوپو بیوہ ہوکر دو بچوں کا ہاتھ تھامے ان کے در پر آئی تھیں۔ یشفع کے پاپا حیات تھے انہوں نے ہی پھوپو کو انیکسی میں نہ صرف رہائش دی بلکہ انیکسی کو ساری زندگی کے لیے پھوپو کے تصرف میں دے دیا تھا نہ صرف یہ بلکہ وہ ان کی کافی سے زیادہ مالی امداد بھی کردیا کرتے تھے۔ ہر مہینے کے اپنے راشن کے ساتھ پھوپو کے گھر کا سامان بھی ساتھ ہی آتا مگر جیسے ہی پاپا کی وفات کے بعد ممی کا رویہ بدلا پھوپو اور ان کے بچے خودی محتاط ہوگئے تھے۔ پھوپو نے ساری زندگی خودداری میں گزاری تھی اور یہ بات اپنی اولاد میں بھی ویسے ہی منتقل کردی تھی اس لیے جب ملازم ان سے مہینے کے سامان کی لسٹ لینے آیا تو انہوں نے رسانیت سے منع کردیا تھا کہ اب جب ان کا بھائی حیات نہیں تو وہ بھابی پر ایسا کوئی حق نہیں رکھتی پھر اب معاشی طور پر بھی بہت اچھے نہ سہی بہت بُرے حالات بھی نہ تھے۔ ایان کی ایک اخبار کے دفتر میں جاب ہوگئی تھی اسی طرح زیبی بھی بینک میں کام کررہی تھی۔ ایان تو انیکسی بھی چھوڑ کے

کہیں اور شفٹ ہونا چاہتا تھا مگر پھوپو کو اپنے بھائی کے حوالے سے اس گھر سے بہت انسیت تھی سو ماں کے جذبات کا خیال کرتے وہ چپ ہوگیا تھا اور پھر اس گھر میں اس کے جینے کی سب سے بڑی وجہ بھی تو موجود تھی یشفع مرتضیٰ! جس نے ان کے اس گھر میں آنے کے بعد اس کی طرف جو وستی کا ہاتھ بڑھایا تھا تو وہ رشتہ آج پہلے سے زیادہ مستحکم اور مضبوط تھا۔ ایان کی دل میں موجود وہ دوستی کب محبت کے رشتے میں بدل گئی پتا ہی نہ چلا۔ وہ تو اسے تب احساس ہوا جب یشفع کے منہ سے اپنے کسی خالہ زاد کا کر سن کر اسے عجیب سا احساس ہوتا۔ وہ اپنی ہر بات اس سے شیئر کرتی' اپنا ہر مسئلہ لے کر اس کے پاس آتی مگر اس کی گفتگو میں کسی دوسرے کا ذکر اسے عجیب سی کوفت میں مبتلا کردیتا۔

"لے آئیں تشریف محترمہ' ٹائم مل گیا گھر آنے کا' تین گھنٹے سے میں اور مما ویٹ کررہے ہیں اور شہزادی صاحبہ اپنے رشتہ داروں کے گھر آرام فرمارہی تھیں۔" ممی کی سرزنش سننے کے بعد اب وہ سمیر کی جلی کٹی سن رہی تھی جو اس کا انتظار کرکے جلا بیٹھا تھا۔

"اچھا اب اتنا غصہ بھی نہ کرو' یونیورسٹی سے تھکی ہوئی آئی تھی۔ ممی گھر پر تھی نہیں اکیلا گھر ایسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ پھوپو کے گھر کھانا کھاکے آنکھ لگ گئی اور قصور

کس کا ہے؟ تم مجھے انفارم کر دیتے کہ آرہے ہو تو میں نہ جاتی۔" وہ اس کے مقابل کرسی پر بیٹھ گئی۔ آنٹی اور ممی اندر تھیں جبکہ وہ دونوں باہر لان میں آگئے تھے۔

"سیل فون کس مرض کی دوا ہے؟ کم از کم وہ لے جاتیں ساتھ مگر شاید ڈیئر کزن کی کمپنی میں محترمہ کو کسی اور چیز کا ہوش ہی کہاں رہتا ہے۔" اس کے طنزیہ انداز پر یشفع چونکی۔

"ارے لڈو... اسی کا ذکر کر رہے ہو ناں' وہ تو ہے ہی نہیں۔ کسی پروگرام کے لیے نکلا ہے آؤٹ آف سٹی اور تم..." وہ رک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کچھ دنوں سے میں نے نوٹ کیا ہے سمیر کہ تم لڈو کے ذکر سے چڑنے لگے ہو۔ مجھے بتاؤ سمیر کہ تم اس سے جیلس ہو رہے ہو؟" اس کے پوچھنے پر وہ بھڑک اٹھا۔

"جیلس مائی فٹ' بینک بیلنس' پرسنلیٹی' ایجوکیشن سٹیٹس کسی چیز میں بھی تو میرے ہم پلہ نہیں وہ شخص مگر اکڑ ایسی ہے جیسے کسی ریاست کا شہزادہ ہو میں تو ایسے ویسے لوگوں کو منہ بھی لگانا پسند نہیں کرتا۔ بس تمہارے منہ سے اس کا ذکر مجھے پسند نہیں۔" اس کے لہجے میں لڈو کے لیے اتنی تحقیر پر یشفع کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"دس از ٹو مچ سمیر...! اتنے دن بعد ہم ملے ہیں اور ہمارے پاس ایک دوسرے کے لیے کوئی بات ہی نہیں ہے جو ایک ایسا موضوع چھیڑ دیا ہے تم نے اور ہر رشتے کا ایک خاص

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مقام ہوتا ہے۔ لڈو میرا کزن ہے' ہم ساتھ پلے بڑھے ہیں' وہ میرا بہت اچھا دوست ہے' میرے دل میں جو اس کی جگہ ہے وہ کوئی اور نہیں لے سکتا اور جو مقام تمہارا ہے وہ ہمیشہ تمہارا ہی رہے گا۔ امید ہے ہمارے درمیان یہ ٹاپک آئندہ ڈسکس نہیں ہوگا۔"

اسے حقیقتاً سمیر کی باتوں سے تکلیف ہوئی تھی' وہ بہت سے کلاس فیلوز کا ذکر بھی کرتی تھی بہت بار لڈو کا تذکرہ بھی کر بیٹھتی مگر جس طرح آج وہ ہائپر ہوا تھا وہ اس کے لیے شاکنگ تھا۔ گر سمیر لڈو سے جیلس نہیں تو وہ کون سا جذبہ ہے جو اس سے اتنی بے زاری کو ظاہر کر رہا ہے اس نے سوچا اس کی خاموشی کو محسوس کر کے سمیر خود ہی کھنکھارا۔

"اچھا چھوڑو ان فضول باتوں کو بس اتنا یاد رکھو کہ میں تمہاری زندگی میں کسی ایکس وائے زی کی انٹرفیئرنس برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے کا ذکر اسے میری مجبوری سمجھ لو' ریکوئسٹ یا میری محبت۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "اور آج پتا ہے مما اور میں کیوں آئے ہیں؟" کچھ آگے آتے ہوئے سمیر نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھا۔ یشفع نے نظریں جھکالی تھیں کہ دشمن جاں کی ٹون بدلتے ہی اس کا دل بھی تیز تیز دھڑکنے لگا کہ سمیر کی طرف سے پہلی بار باضابطہ محبت کا اظہار ہوا تھا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے سمیر کی جانب دیکھا۔

"شادی کی تاریخ لینے آئے ہیں... نہیں بلکہ رشتہ لے کر اس کو منظور کرانے سے شادی

کی تاریخ تک کے سارے مراحل آج اور ابھی طے ہوں گے بلکہ اندر مما اور آنٹی کے درمیان طے بھی ہوگئے ہوں گے۔" اس نے اتنی جلدی اتنی اچانک بات کی کہ یشفع گنگ اسے دیکھے گئی۔

"اتنی جلدی... میرا مطلب ہے میرے تو ایگزام ہیں دو ماہ بعد۔" اس نے ہکلا کر کہا۔

"ارے یار یہ امتحان وتحان دیتی رہنا بعد میں' مجھے ایک ٹریننگ کے لیے ملک سے باہر بھیجا جارہا ہے اور ممی چاہتی ہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اتنی ٹف ٹریننگ کے دوران تمہارے ساتھ گزارے دنوں کی خوب صورت یادیں میرا وقت آسان کردیں۔"

"کب... کب جانا ہے...؟" یشفع نے پوچھا' اتنی جلدی اس سب کی وہ توقع نہیں کررہی تھی جبھی بوکھلا گئی۔

"اگلے ماہ مجھے جانا ہے چھ ماہ کے لیے' اب جلدی سے آنٹی کو بتاکے آؤ۔ ہم دونوں باہر جارہے ہیں۔" وہ کھڑا ہو گیا تو یشفع کچھ سمجھی نا سمجھی کی کیفیت میں اندر چلی گئی اور وہ دن یشفع کی زندگی کا خوب صورت دن تھا۔

زندگی اتنی خوب صورت بھی ہوسکتی ہے' اسے اب پتا چل رہا تھا جب سمیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی محبت کا احساس بخشا تھا' وہ اسے بتارہا تھا کہ وہ اسے کب سے اچھی لگتی ہے اور کب اس نے فیصلہ کیا کہ اسے زندگی میں شامل کیا جائے اور یشفع کو اپنی

خوش بختی پر یقین نہیں آرہا تھا کہ ابھی اس نے اپنی آنکھوں میں خواب سجائے تھے اور بن مانگے اسے اتنی خوب صورت اور من چاہی تعبیر ملنے کو تھی۔ سمیر نے اسے اس کی پسند کی ڈائمنڈ رنگ لے کر دی تھی اور ڈنر کے بعد اسے گھر چھوڑا تھا' وہ تو فوراً ہی لڈو اور پھوپو کو یہ خبر سنانے جانا چاہتی تھی مگر ممی نے شادی کے پوگرام بناتے اور اس سے ڈسکس کرتے اتنی دیر کردی تھی کہ رات کے گیارہ بج گئے تھے۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے ایان کو کال ملائی تھی مگر دوسری طرف سے نمبر پاورڈ آف کی آواز نے اس کا موڈ خراب کردیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

پتا نہیں کتنی دیر ہوگئی تھی اسے اپنے کمرے میں ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے' گھر آتے ہی جو خبر اسے سب سے پہلے سننے کو ملی تھی گرچہ اس کا اندازہ پچھلے کچھ دنوں سے ہوگیا تھا مگر اتنی جلدی دل کی دنیا تہہ وبالا ہو گی یہ خبر نہیں تھی۔ چونکا تو وہ بھی تھا جب یشفع کی باتوں میں اس کے خالہ زاد کا ذکر تواتر سے آنے لگا تھا۔ سالوں آنٹی کے گھر کا رخ نہ کرنے والی یشفع اب ہفتہ میں ایک آدھ بار توضرور جاتی تھی آنٹی کے گھر اور کل جب بے حد تھکا دینے والے کام کے بعد اس نے اپنا سیل فون آن کیا تھا اس میں یشفع کے ڈھیروں میسجز موجود تھے۔ اس کی بے تابی پر مسکراتے ہوئے اس نے پہلی کال اسے

ہی کی تھی جانتا تھا کوئی اہم خبر ہی اسے سنانی ہوگی۔

"ارے لڈو کے بچے... کہاں گم ہو؟ سیل کیوں آف تھا' کل سے ٹرائی کر رہی ہوں۔"

اس کے ہیلو بولتے ہی وہ اپنے مخصوص انداز میں شروع ہوگئی۔

"تمہیں پتا ہے کہ میں کام کے دوران اپنی پوری توجہ وہیں مرکوز رکھتا ہوں' تم بتاؤ کیا خبر سنانی ہے؟" اس کے ایسا کہنے پر وہ چیخ پڑی۔

"تمہیں کیسے پتا چلا لڈو کہ میں نے تمہیں کچھ بتانا ہے؟"

"اس بات کو چھوڑو اور جلدی سے خبر سنا کر پیٹ ہلکا کرو' دو دن سے درد ہو رہا ہوگا۔"

وہ مسکرا کے بولا۔

"ہاں ناں لڈو... سب سے پہلے تمہیں بتانا چاہتی تھی' اس لیے پھوپو اور زیبی آپی کو بھی نہیں بتایا۔ پتا ہے پرسوں کیا ہوا؟ میں جب گھر گئی..." پھر اس نے سب کچھ بتا ڈالا۔ اپنا پروپوزل' سمیر کا اظہار محبت' شادی کی تاریخ مقرر کرنا' ایان علی کے اندر بہت کچھ ٹوٹتا چلا گیا۔ ان کے درمیان طبقاتی فرق تھا' ممانی ان لوگوں سے روابطر کھنا کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھیں پھر بھی... پھر بھی وہ یہ امید رکھتا تھا کہ جب کبھی وہ یشفع کو بتائے گا کہ وہ اس کے لیے کیسے جذبات رکھتا ہے تو سب ٹھیک ہوجائے گا بس وہ سوچتا ہی رہ گیا تھا اور کوئی اور اس کی محبت پر شب خون مار گیا تھا۔

ہر بار جب یشفع اس سے ملتی' بات کرتی وہ اس کا بے تکلفانہ انداز دیکھ کر اپنے دل کی بات دل ہی میں دبا کر رہ جاتا کہ ہو سکتا ہے وہ اس پر اپنے جذبات آشکار کرے اور محبت تو شاید پنپ جائے مگر دوستی کے رشتے میں دراڑ آجائے اور وہ اپنی یہ چھوٹی سی دوست کھونا نہیں چاہتا تھا اور ابھی اس کی تعلیم مکمل ہونے میں کچھ وقت تھا۔ وہ مناسب وقت پر جذبوں کا اظہار کرنا چاہتا تھا اب جب یشفع نے خود اس کو کہا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں لڈو... بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جو دل میں جس کی چاہ رکھتے ہیں وہ انہیں مل جاتا ہے اور میں انہی خوش نصیبوں میں سے ہوں۔ وہ مجھے بہت اچھا لگتا تھا مگر میں اسے بتا ہی نہ سکی کبھی' تم چپ کیوں ہو؟ حیران ہوگئے... میں بھی ایسے ہی حیران رہ گئی تھی' جب یہ سب اتنا جلدی اور اچانک ہوا۔" بولتے بولتے اس نے اس کی خاموشی کو محسوس کیا تو پوچھا۔ ایان کی آواز اس کے لبوں میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔خطروں کے سامنے اپنا پل پل بتانے والا اس پل اپنی آنکھوں کو نم ہونے سے نہ روک سکا تھا اور لبوں کو بھینچتے ہوئے اس نے کال ڈراپ کر دی تھی۔ زندگی میں پہلی بار یشفع کی خوشی پر اس کا دل رو رہا تھا۔

"بہت دکھ ہو رہا ہے تمہیں یہ سن کر' مجھے بھی ہوا کیونکہ میں نے اسے ہمیشہ اس گھر کا حصہ دیکھا ہے تمہارے ساتھ' تمہاری ہمرائی میں تم... تم اب تک چپ کیوں تھے ایان...

تمہیں اس کو بتانا چاہیے تھا بلکہ اب بھی... اب بھی وقت ہے' اسے بتاؤ کہ ہم نے اس کے حوالے سے کیا خواب سجائے ہیں۔تم نے کیا کیا نہیں سوچا ہے اس کے بارے میں۔" وہ زیبی تھی جو نجانے کب اس کے کمرے میں آئی تھی اور کتنی ہی دیر بھائی کے پژمردہ چہرے پر نگاہ جما کر بیٹھی رہی تھی یہاں تک کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

وہ ہمیشہ ہنسنے مسکرانے والا ایان اس پل ایسی حالت میں اس کا دل ہولائے جارہا تھا' امی الگ اپنے کمرے میں منہ سر لپیٹے پڑی تھیں۔ ایان کو خبر سنانے کے بعد یشفع خود آئی تھی' بہت خوش خوش ان دونوں کو بتانے کہ اس کی شادی کی تاریخ فکس ہوگئی ہے اور کن اسباب کے تحت ایسا کیا گیا یہ بھی بتایا تھا۔ ان دونوں کے دھواں دھواں چہروں کو اس نے اپنی خوشی میں محسوس ہی نہیں کیا تھا۔

"ایان... میں کچھ کہہ رہی ہوں' اب بھی وقت ہے ایک دفعہ اسے بتاؤ تو سہی۔" وہ بے چینی سے بولیں' ایان چونک کر سیدھا ہوا۔

"ارے کیا کہہ رہی ہیں آپ... کچھ نہیں ہوا مجھے' وہ تو اس دفعہ بہت مشکل ٹا گٹ اچیو کیا ہے ہماری ٹیم نے تو بہت ورک کرنا پڑا ہے اسی کی تھکاوٹ ہے ساری۔ آپ نجانے کیا سمجھ بیٹھی ہیں۔" زبردستی کی بشاشت چہرے پر لاتے ہوئے اس نے اپنے دل کا راز آشکار نہیں ہونے دیا تھا' جانتا تھا کہ ماں اور بہن اس کے حوالے سے کیسی حساس

تھیں۔

"مجھے پاگل مت بناؤ ایان... نہ ہی کچھ چھپانے کی کوشش کرو' اس پل تمہارا چہرہ جھوٹ بول بھی رہا ہو تو تمہاری دراز میں رکھی وہ ڈائریز جھوٹی نہیں ہیں جو اس کے قصیدوں سے بھری ہوئی ہیں۔" ان کے تیزی سے کہنے پر ایان کے لبوں سے بے ساختہ ایک طویل سانس نکلی۔

"سوری بھائی... ایسا شعوری طور پر نہیں ہوا' وہ تم نے ایک دفعہ کال کرکے کوئی امپوٹنٹ فائل اپنے کمرے سے ڈھونڈنے کو کہا تھا تو تمہاری دراز میں رکھی ان ڈائریز پر میری نظر پڑگئی تھی۔تجسس تو انسانی فطرت کا حصہ ہے میں بھی خود کو روک نہیں پائی تھی ان کو پڑھنے سے۔" وہ شرمندہ شرمندہ سی بولی تھیں۔

"ارے نہیں' آپ کو پتا ہے کہ میرے پیش نظر اپنے دل کی خواہش سے زیادہ اہم ہے یشفع کی خوشی۔ہر شخص کو دنیا میں ہر چیز حسب خواہش نہیں ملتی۔میرے لیے یہ بات اہم ہے کہ مجھے وہ نہیں ملی تو کوئی بات نہیں اس کو تو وہ مل رہا ہے ناں جو وہ چاہتی ہے۔"

وہ یاسیت سے مسکرادیا' زیبی آپی نے کچھ کہنا چاہا مگر اس نے انہیں خاموش کرادیا۔

"آج کے بعد آپ کی زبان سے یہ بات پھر نہیں نکلنی چاہیے' سمجھیں آپ' کچھ جانتی ہی نہیں ہیں۔یشفع ہماری اکلوتی کزن ہے اور اس کی شادی ہورہی ہے اس کے ساتھ

رہیں شادی کی تیاریوں میں۔ اسے کسی قدم پر یہ احساس نہ ہو کہ وہ رشتوں کے حوالے سے کمزور ہے' جائیں اور مجھے زبردست سی چائے بناکر دے جائیں' کچھ پیپر ورک کرنا ہے۔" کچھ دیر پہلے کی نسبت اب اس کا لہجہ اور انداز معمول کے مطابق تھا بس آنکھوں کی سرخی کسی غیرمعمولی بات کا پتا دے رہی تھی اس کا قطعی انداز دیکھ کر زیبی کچھ پل اسے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ممانی کا بھی خیال آہی گیا تھا ایان کی بیٹی سے دوستی کے بعد پیدا ہونے والے خدشات ختم ہوگئے تھے جو انہوں نے فون کرکے خوش دلی سے پھوپو کو یشفع کی تاریخ طے ہونے کی خبر سنائی تھی جسے سن کر پھوپو نے شام کو اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لیا اور مٹھائی سمیت یشفع کے گھر چل دی تھیں۔ بہت دن بعد اس گھر میں قدم رکھا تو پیارے بھائی کی غیرموجودگی نے ان کی آنکھیں نم کردی تھیں آج ممانی کا موڈ بھی معمول کے برخلاف خوشگوار ہی تھا۔

"بالکل بیٹا... آپ لوگوں نے ہی ساتھ دینا ہے آخر کو یشفع کی بہن کی جگہ ہیں آپ بلکہ مجھ سے زیادہ تو یہ آپ لوگوں سے اٹیچ ہے۔ میں اپنی مصروفیات کی وجہ سے اس کو وقت نہیں بھی دے پاتی وہ کمی بھی یہ آپ لوگوں کے پاس آکر پوری کرتی ہے۔ آپا نے اسے ماں کی اور ایان نے بھائی کی کمی ہی نہیں محسوس ہونے دی میری بچی کو ورنہ اس کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ڈیڈی کے بعد تو میں بہت اکیلی ہوگئی تھی۔" ممانی نے زیبی کی کسی بات کا جواب دیتے ہوئے خود ہی اعتراف کیا تھا' ماموں کی وفات کے بعد انہوں نے واقعی یشفع کو جذباتی سہارا دیا تھا جو وہ جلدی سنبھل گئی تھی ورنہ ممانی کے پاس بزنس کے بکھیڑے ہی بہت تھے۔ ایان یشفع کے لیے اپنا بھائی سننا برداشت نہ کرسکا اور پہلو بدل کر رہ گیا جبکہ پھوپو حسب معمولی جذباتی ہوگئیں۔

"ارے بھابی... کیسی باتیں کرتی ہیں' ہماری اپنی بچی ہے۔ اسے دیکھے بغیر ہمیں کہاں چین پڑتا ہے' اللہ اس کو خوش رکھے جہاں بھی رکھے اور نصیب اچھا کرے' آمین۔"

"آپ لوگ کب سے آئے ہوئے ہیں اور مجھے کسی نے خبر ہی نہیں کی اور لڈو کے بچے... تم سے تو میں سخت خفا ہوں' دیکھیں تو پھوپو تین دن ہوگئے تھے مجھے اس کو یہ بات بتاتے ہوئے نہ اس نے مجھے وش کیا نہ فون پر نہ گھر آکر۔" پھوپو اور زیبی کو ملتے ہوئے اس نے لگے ہاتھوں ایان کی بھی پھوپو سے شکایت کی تھی۔ زیبی سے بھائی کا پھیکا پڑتا چہرہ چھپا نہ رہ سکا وہ ہی اس کی مدد کو آگے آئی تھیں۔

"ارے خفا مت ہو یشفع... ایان تو اسی وقت آنا چاہ رہا تھا وہ تو میں نے ہی کہا کہ اکٹھے چلیں گے اور دیکھ لو آج ہم سب حاضر ہیں۔" ایان نے تشکر سے بہن کو دیکھا۔

"نہیں زیبی آپی... یہ اب بہت چینج ہوگیا ہے' سیلبریٹی بن کے بہت نخرہ آگیا ہے اس

میں مگر یہ آسمان کو کیوں نہ چھولے' میرے لیے لڈو ہی ہے اور لڈو ہی رہے گا اور جب تک یہ مجھے آئس کریم کھلانے نہیں لے جائے گا میں نے نہیں ماننا' آئندہ کم از کم مجھے بھولتے وقت یہ سو بار سوچے گا۔" اس کی بچگانہ سوچ اور بات پر ایان کے سوا سب ہنس دیئے۔

"ہاں ایان... بچے لے جاؤ یشفع کو۔" پھوپو کے حکمیہ انداز پر وہ مودبانہ انداز میں جی امی کہہ کر اٹھنے لگا تھا جب ممانی نے ٹوکا۔

"یشفع... چلے جانا بیٹا مگر پہلے ان لوگوں کو چائے پلاؤ۔" یشفع شرمندہ سی ہوگئی۔

"اوہ... اس لڈو کے بچے پر اتنا غصہ تھا کہ میں بھول گئی کہ پھوپو اور زیبی آپی کتنے دن بعد یہاں آئی ہیں۔" ماتھے پر ہاتھ رکھتے اس نے کہا اور بھاگ کر کچن میں چلی گئی۔

زیبی نے ایک نظر گم صم بیٹھے بھائی پر ڈالی اور آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں ذرا یشفع کے پاس جارہی ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا اور کچن میں آگئی جہاں وہ ملازمہ سے ٹرالی سیٹ کرا رہی تھی۔

"سکینہ... میری چائے مجھے یہیں دے دو اور باقی کی لے جاؤ۔" زیبی کے کہنے پر ملازمہ نے مودبانہ انداز میں اس کو چائے نکال کر دی' زیبی اپنا کپ لے کر وہیں چھوٹی ٹیبل کے گرد رکھیں کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ زیبی نے یشفع کا ہاتھ پکڑ کر اسے

دوسری کرسی پر بٹھادیا۔

"تم یہ بتاؤ کہ یہ سب اچانک کیسے ہوا؟ تم نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا کہ تمہارا کزن یا آنٹی انٹرسٹڈ ہیں تم میں؟"

"مجھے بھی نہیں پتا تھا مگر ممی بتارہی تھیں کہ خالہ نے بچپن میں ممی کے کان میں بات ڈال دی تھی مگر ممی نے منع کردیا تھا کہ ایسی باتیں قبل از وقت ٹھیک نہیں ہیں' انہوں نے پاپا کو بھی بتایا تھا ان کا موقف بھی یہی تھا کہ بڑے ہونے پر بچوں کی سوچ بھی بدل جاتی ہے اور حالات بھی تو ایسے میں بچپن میں بچوں کو رشتوں کی ڈور میں نہیں باندھنا چاہیے لیکن..." روانی سے کہتے کہتے وہ اچانک رک گئی اور اب نظریں اپنے بائیں ہاتھ میں پڑی انگوٹھی پر جمادیں۔

"اور زیبی آپی کچھ عرصہ پہلے میں سمیر کے لیے الگ ہی کچھ فیل کرنے لگی تھی۔ مجھے اچھا لگنے لگا تھا وہ' اسی طرح اس کے انداز سے اور نگاہوں سے مجھے لگتا تھا کہ وہ بھی شاید مجھے پسند کرتا ہے اور پتا ہے کیا۔" وہ پُرجوش ہو کر بولی۔ "مجھے سمیر کی سب سے اچھی بات کیا لگی زیبی آپی؟ اس نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا اپنی ممی سے ڈائریکٹ بات کرکے میری ممی سے مجھے مانگ لیا۔ اس بات نے میرے دل میں اس کی محبت کو زیادہ بڑھا دیا ہے۔ بس یہ ہے ساری کہانی' آپ بتائیں آپ کب پیا سنگ سدھار رہی ہیں؟" اپنی

بات مکمل کر کے اس نے زیبی سے پوچھا۔ زیبی کی بات دو سال پہلے سے طے ہو چکی تھی' لڑکا لیکچرار تھا اور اسکالرشپ پر پی ایچ ڈی کرنے بیرون ملک گیا تھا' ایک دو ماہ میں اس کی آمد متوقع تھی۔

"کچھ ہی ماہ میں ایاز آئیں گے تب ہی شادی ہوگی اور سچ بتاؤں یشفع... میں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ تم ہم سے کہیں دور بھی جاسکتی ہو۔" زیبی نے گہری سانس لے کر کہا' یشفع نے ناسمجھی سے زیبی کی طرف دیکھا وہ رک رک کر سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

"تمہیں تمہارے دل کی خوشی مل گئی' اس سے بڑھ کر خوشی کی بات کوئی اور کیا ہوسکتی ہے ہمارے لیے مگر دل بھی تو نادان ہے کیسی کیسی خواہشیں پال بیٹھتا ہے۔ میں نے اور امی نے ہمیشہ تمہیں ایان کی دلہن کے روپ میں دیکھا اور ممانی سے بات کرنے کا ارادہ کرہی رہے تھے کہ تمہاری طرف سے خوش خبری آ گئی۔ اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے' میں اب چاہتی ہوں میری شادی سے پہلے ایان کی شادی ہوجائے ورنہ امی کو اکیلا دیکھ کر میں خوش نہیں رہ سکوں گی۔ ایان کا تو تمہیں پتا ہے اس کی جاب ایسی ہے کہ کبھی دنوں تو ہفتوں گھر سے باہر رہتا ہے۔ ایسے میں اس کی بیوی ہو گی امی کے پاس تو مجھے تسلی رہے گی۔" زیبی نے تفصیل سے بات کی مگر یشفع کی سوئی ایک ہی نقطے پر ٹھہر گئی۔

ایان کی دلہن... ایان کی دلہن... بہت دیر سے منہ پر رکھا ہاتھ اس نے ہٹایا تھا۔

"زیبی آپی وہ بہت اچھا ہے' چاہے جانے کے قابل لیکن میرا بہت اچھا دوست ہے وہ' اس کے متعلق جب بھی خیال آیا ایک مخلص اور سچے دوست کا آیا جو میری ہر الجھن کو منٹوں میں سلجھا دیتا ہے۔ میری ہر مشکل کو خود پر لے لینے والا ایسا ساتھی جس سے میں اپنی کوئی بات راز نہیں رکھ سکتی۔ اچھا کیا جو آپ نے اپنی سوچ کو عملی جامہ نہیں پہنایا ورنہ آپ کو من پسند بھابی اور پھوپو کو بہو تو مل جاتی مگر میں اپنا ایک بہترین دوست کھو دیتی جو کہ میں ہرگز بھی نہیں چاہتی کیونکہ میں اور کچھ جانتی ہوں یا نہیں لیکن مجھے اتنا ضرور پتا ہے کہ ایک شوہر کبھی بھی اچھا دوست نہیں ہوتا۔" ایسا کہتے کہتے اس کی آنکھوں میں نجانے کیوں آنسو آ گئے۔

"وہ اور لوگ ہوں گے یشفع... جن کے بارے میں تم نے ایسا سنا ہوگا' میرا بھائی اپنے ہر رشتے سے بے حد مخلص ہے۔ جب میں بہن ہو کر اپنا ہر مسئلہ اس سے بے تکلفی سے بیان کرسکتی ہوں تو اس کی بیوی بھی کرسکتی تھی۔ اپنائیت کا احساس رشتوں میں تب آتا ہے جب انسان کی فطرت اچھی ہو پھر رشتے کا کوئی بھی نام ہو اپنے سے متعلق رشتوں کو امان ہی دیتا ہے۔ خیر اب یہ بحث لاحاصل ہے تمہارے لیے بس اب خوشیوں کی دعائیں ہیں۔ چلو سب انتظار کر رہے ہوں گے کہ ہم کہاں چلے گئے۔" زیبی اٹھ کھڑی ہوئی تو

یشفع کو بھی اٹھنا پڑا مگر اب اس کا انداز تھوڑا گم صم سا تھا۔ ایان آج کل پھر ایک نئے کیس پر کام کر رہا تھا سو اس سے ملاقات نہ ہونے کے برابر تھی۔موبائل پر بھی بے حد مختصر بات ہوتی تھی اس کی' پھوپو نے صرف کہا نہیں تھا بلکہ اپنا کہا پورا بھی کر دکھایا تھا۔ وہ ممی کے ساتھ شادی کی بھرپور تیاری کرا رہی تھیں' زیبی بھی آفس سے سیدھی وہیں آتی جبکہ ایان کی وہی روٹین تھی جس دن فارغ ہوتا چکر لگالیتا نہیں تو دنوں اس کی خبر نہ ملتی کہ اس کا کام ہی ایسا تھا بے حد مصروف۔ آج بڑی مشکل سے وہ یشفع کے ہاتھ آیا تھا سو وہ اسے لیے مارکیٹ چلی آئی تھی' بہت سی چیزیں لینے والی رہ گئی تھیں جو خاص وہ اپنی پسند سے لینا چاہ رہی تھی۔سمیر کو کہا تھا اس نے کہ تھوڑا سا ٹائم نکال لے کہ وہ اس کی مرضی سے اس کے ساتھ شاپنگ کرنا چاہتی ہے مگر اس کے پاس سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی۔

"یشفع میری ڈیوٹی بہت ٹف قسم کی ہے اس لیے ابھی سے ہی عادت ڈال لو' میرے بغیر ہی شاپنگ وغیرہ کی پھر بعد میں گلہ مت کرنا کہ بتایا نہیں تھا۔ ایسا کرو مما کے ساتھ چلی جاؤ انہوں نے بھی کچھ زیورات وغیرہ فائنل کرانے ہیں تم سے۔" اس کے مشورے پر وہ دل مسوس کر رہ گئی تھی' اس کی شدید خواہش تھی کہ کم از کم ویڈنگ ڈریس ہی وہ دونوں مل کر خریدیں۔ خیر کل آنٹی کے ساتھ وہ زیورات اور ان کی طرف والے کچھ

ڈریسز کی شاپنگ کر آئی تھی۔ آج زیبی کو لے جانے کو کہا تھا مگر وہ آفس سے اتنی تھکی ہوئی آئی تھی کہ اس نے کہا تھا ممانی کے ساتھ وہ گھر میں پیکنگ کا کچھ کام مکمل کر لے گی مگر مارکیٹ جاکر شاپنگ کرنے کی ہمت نہیں ہے اس میں سو ایان ہی اس کے ساتھ تھا۔

"دیکھو لڈو... یہ ڈریس کیسا لگے گا مجھ پر۔" آتشی گلابی رنگ کا خوب صورت لباس اپنے ساتھ لگائے وہ اسے خیالوں سے باہر کھینچ لائی۔

"ہاں بہت خوب صورت ہے۔"

"کیا ہے لڈو... بہت دنوں سے میں دیکھ رہی ہوں تم کچھ بدلے بدلے سے ہو۔ کیا بات ہے؟ تم تو بڑی سے بڑی مشکل میں بھی نہیں گھبراتے اب مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے' جیسے تم کچھ پریشان ہو۔" بمشکل تمام اس کی شاپنگ مکمل ہوئی تھی اب وہ ایک ریسٹورنٹ میں تھے۔

"ارے بھئی کوئی پریشانی نہیں ہے' تھوڑا تھک گیا ہوں کچھ دن سے ریسٹ نہیں کر سکا۔ تم اپنے ننھے دماغ کا فوکس صرف اپنی شادی کی تیاری تک رکھو بس۔"

"اور ہاں لڈو... پھوپو بتا رہی تھیں کہ تم شادی کے لیے فی الحال منع کر رہے ہو جبکہ زیبی آپی اس وقت تک اپنی شادی کے حق میں نہیں ہیں جب تک تمہاری دلہن گھر نہیں آجاتی

ان کی فکر بجا ہے ناں۔ تم دن کے گئے رات کو لوٹتے ہو اور کئی کئی دن تو رات کو بھی گھر آنا بھول جاتے ہو ایسے میں پھوپو بے چاری کی تنہائی کا تمہیں ہی سوچنا ہے۔" کھاتے کھاتے اسے یاد آیا تو یہ ذکر چھیڑ دیا بلکہ پُرجوش بھی ہوگئی۔

"ارے لڈو... تمہیں اپنی مارکیٹ ویلیو کا پتا ہی نہیں' لڑکیاں دیوانی ہیں تمہاری... میری اپنی فرینڈز تمہاری ایک جھلک دیکھنے کو کتنی دیر گیٹ پر ویٹ کرتی ہیں تمہارا' جس دن پتا ہو کہ تم مجھے چھوڑنے آؤ گے' تم ایک بار اپنی پسند بتاؤ دیکھنا کیسے تمہاری پسند کی لڑکی ڈھونڈ نکالوں گی میں۔"

"کرلوں گا بھئی شادی... میں بھی کرلوں گا مگر ایسی گن پوائنٹ پر نہیں جیسا تم لوگوں نے آج کل ایک محاذ بنالیا ہے میرے خلاف۔ گھر جاؤ تو اماں اور زیبی کا یہی تذکرہ اور اب تم بھی وہی ذکر لے کر بیٹھ گئی ہو۔ کچھ سال میں نے اپنے کیریئر کو دینے ہیں پھر شادی ہوجائے گی۔" اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا' یشفع حیران رہ گئی اس کے اس قطعی انداز پر' وہ کبھی بھی اس کی کسی بات کا برا نہیں منایا کرتا تھا۔

"تو ٹھیک ہے تم دیتے رہو کیریئر کو سال' تمہیں یہ بھی پتا ہے کہ زیبی آپی کبھی بھی ایسے اپنی شادی پر آمادہ نہیں ہوں گی۔" جواباً اس نے اپنی پلیٹ پیچھے کو کھسکائی اور منہ پھلا کر کہا جبکہ ایان نے تو کوئی چیز چکھی ہی نہیں تھی۔

"اچھا یار تم لوگ جیتے میں ہارا' سال نہیں تو مجھے کم از کم چھ ماہ تو دو تا کہ میں اپنا مائنڈ تو بناسکوں شادی جیسی ذمہ داری اٹھانے کے لیے۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

"اچھا اب جلدی سے اپنی پسند بھی بتادو' آخر کو لڑکی ڈھونڈنے میں بھی مہینوں لگ جاتے ہیں۔" اس نے اس دھونس سے کہا کہ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔ ایان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے' پھر وہی ڈھاک کے تین پات' جس ذکر سے وہ بچنا چاہ رہا تھا وہی بار بار اس کے سامنے آرہا تھا۔

"لڑکی..." اس نے کچھ لمحے سوچا۔ "اب ساری زندگی تمہیں دیکھا ہے تو آئندہ زندگی میں تم نہ سہی تم جیسی تو ہونی چاہیے۔" یہ بات اس نے پورے دل سے کہی تھی۔

"اتنے بڑے سلیبریٹی بن گئے ہو مگر وہی لڈو کے لڈو' یہ بھی نہیں پتا کہ دنیا میں ہر انسان کی اپنی الگ شکل' پہچان اور شخصیت ہوتی ہے۔ میں' میں ہوں کوئی اور مجھ جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟" وہ اس کی بات کی گہرائی جانے بغیر جھنجھلائی۔

"اچھا اس موضوع پر پھر بات ہوگی' ابھی تم خود تو پیادیس سدھارو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔" وہ بات کو ختم کرکے اٹھ کھڑا ہوا تو یشفع کو بھی اٹھنا پڑا۔

انہی دنوں سمیر کی ایک اور کامیابی نے ان سب کو بے پایاں خوشی سے ہمکنار کیا تھا۔ ایک خطرناک مجرموں کے گروہ پر ہاتھ ڈالا تھا اس نے' ٹی وی اور اخبارات نے اس کی

بہادری کو نمایاں کوریج دی تھی۔سمیر فارغ ہو کر ممی کی اجازت سے اسے لنچ پر لے گیا تھا کیو نکہ دو دن بعد اسے مایوں بیٹھ جانا تھا تو پھر اسے اس کے ساتھ باہر جانے کی پرمیشن ہرگز نہیں ملتی۔

"پتا ہے یشفع... میں آج کل بہت خوش ہوں' میں مجرموں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچانے کا جو حلف لے کر اس محکمے میں آیا تھا اس میں بہت رکاوٹیں آئیں بہت سی پُرکشش آفرز بھی آئیں مگر میں نے ان سب کو ٹھکرا کر اپنا فرض ادا کیا اور ثابت کر دیا کہ ارادہ پختہ ہو تو انسان ہر محاذ پر کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ انسان کا اچھا یا برا ہونا زیادہ اہمیت رکھتا ہے بہ نسبت کسی فیلڈ کو برا سمجھنے کے۔مما نہیں جانے دیتی تھیں مجھے پولیس فورس میں کہ یہاں بھٹکنے کے زیادہ مواقع ہیں انسان کے مگر میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ بھٹکنے کے مواقع تو شیطان ہر انسان کے لیے ہر جگہ ہر میدان میں پیدا کرتا ہے بس ثابت قدم ہونا شرط ہے۔" بہت بار دہرائی جانے والی باتیں وہ ایک بار پھر کر رہا تھا پھر اسے خود ہی احساس ہوگیا کہ چند دن بعد ان کی شادی متوقع ہے اور وہ غلط موقع پر غلط موضوع چھیڑ کر بیٹھا ہے' یہ باتیں کرنے کو تو عمر پڑی ہے سو اس نے موضوع بدل دیا۔

"اچھا چھوڑو یہ باتیں تو اب زندگی کا حصہ ہیں زندگی کے ساتھ ساتھ چلیں گی' تم یہ بتاؤ

شادی کی تیاری کہاں تک پہنچی اور جناب کی فرمائش بھی مجھ تک پہنچی تھی کہ میرے ساتھ ہی شاپنگ کرنی ہے تو لو آج کا سارا دن یہ غلام میڈم یشفع کے حضور حاضر ہے جہاں چاہے لے جاسکتی ہے جو چاہے فرمائش کرسکتی ہے۔" اس کی اتنی توجہ اور محبت پر یشفع کھل اٹھی تھی۔

"اور یار یہ کیا میں سن رہا ہوں کہ تین چار دن بعد مایوں کا فنکشن ہے اور اس کے بعد تمہارا مجھ سے پردہ کرا دیا جائے گا۔ یہ کیسا عجیب رواج ہے کہ جس شخص کا آپ پر دنیا میں سب سے زیادہ حق ہے اسی کے سوا آپ کو ہر کوئی دیکھ اور مل سکتا ہے' میں نے تو مما سے خوب بحث کی اس بات پر کہ یہ چند دن ہی تو فری ہوں میں اور اپنا بھرپور وقت یشفع کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں مگر پتا ہے کیا ہوا؟" اس کے سوالیہ انداز پر یشفع نے احتیاط سے ڈرائیو کرتے سمیر پر نگاہ کی اور ہولے سے پوچھا۔

"کیا ہوا؟"

"آپ کی آنٹی محترمہ کا فرمان ہے کہ مایوں کی دلہن گر باہر نکلے گی تو اس پر روپ نہیں آئے گا شادی والے دن اور ویسے بھی اگلے چھ ماہ ہم دونوں اکٹھے گزارنے والے ہیں تو ایسی کوئی بھی فرمائش پوری نہیں کی جاسکتی جو رسوم و رواج کے خلاف ہو۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کے بولا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آنٹی اور ممی نے بھی اس معاملے میں نہ میری سنی ہے نہ آپ کی۔"

"ارے یار... یہ دن کب روز روز آئیں گے ہماری زندگی میں اور جو ہماری آج فیلنگز ہیں وہ کل نہیں ہوں گی پھر وہاں کی سخت ٹریننگ کے بارے میں سینئرز نے بہت ڈرا رکھا ہے کہ دن رات کی کمانڈو ٹریننگ کے بعد اپنا ہوش نہیں رہتا انسان کو کجا کہ انجوائے کرنا۔ خیر شکل و صورت نہ سہی آواز پر ہی گزارا کرلیا کریں گے۔" اس نے ایسے انداز سے کہا کہ یشفع ہنس پڑی تھی وہ دن ایک یادگار دن تھا ان کے لیے جو ہمیشہ ان کی یادوں میں محفوظ رہنا تھا مگر کون جانتا تھا کہ اس دن صرف ان دونوں کے درمیان ہی محبت کے عہد و پیمان نہیں ہوئے تھے کہیں دور' ان دونوں کو لمحے لمحے کو فوکس کر کے دیکھا جارہا تھا اور آئندہ آنے والے دنوں کے حوالے سے کچھ منصوبے ترتیب دیئے جارہے تھے جنہوں نے ان کی آنے والی زندگی کا رخ نئے سرے سے تبدیل کرنا تھا۔ رات کا ڈنر کرنے کے بعد وہ دونوں جس وقت گھر واپس گئے تھے' سارا دن ان کی نگرانی کرنے والی گاڑی بھی انجانے راستوں کی طرف مڑ گئی تھی۔ یشفع کی ممی خود آئی تھیں' پھوپو کے گھر ان سب کو لے جانے کے لیے تاکہ شادی کے دنوں میں وہ یشفع کے پاس رہیں۔ ایان حسب معمول اپنے پروگرام کے سلسلے میں باہر تھا جبکہ پھوپو اور زیبی ان کے بے حد اصرار پر شام تک آ گئی تھیں اور ایان کو بھی کال

کر کے بتادیا تھا۔ وہ صبح اپنے جلو میں بہت سی رونق اور گہما گہمی لے کر نمودار ہوئی تھی جس دن یشفع نے مایوں بیٹھنا تھا۔ ایان نہیں تھا سو طے یہی پایا تھا کہ زیبی اسے لے کر پارلر جائے گی اور پھوپو اور آنٹی ہی ان کے قریبی رشتہ دار تھے' ان کے علاوہ اپنی بزنس کلاس سے کچھ لوگوں کو یشفع کی امی نے انوائٹ کیا تھا سو مختصر پیمانے پر ہونے والی اس فنکشن کی ارینجمنٹ گھر ہی میں تھی جبکہ بارات والے دن کے لیے آنٹی نے شہر کا مشہور ہوٹل کا ہال بک کروایا تھا۔ زیبی نے اپنے آفس سے تین دن کی چھٹی لی تھی' ایان پہلے بھی بہت مصروف ہوتا تھا مگر اب اس نے اپنی اس مصروفیت کا دائرہ کار بڑھا دیا تھا اور اس کی وجہ زیبی اور پھوپو جانتی تھیں مگر کچھ بھی کرنے سے بے بس تھیں۔ بس اس وقت کا انتظار تھا ان دونوں کو جو اُن کے عزیز از جان بیٹے اور بھائی کے دل سے یشفع کے نقوش دھندلے کر دیتا۔ اس لیے یشفع کی امی نے ایک دو بار ایان کی کمی کا ذکر بھی کیا تھا تو دونوں نے انہیں بہانے سے ٹال دیا تھا جبکہ یشفع چونکہ آنے والے دنوں کے خوش گوار تصورات میں گم تھی سو اس نے بھی ایان کی مسلسل غیر حاضری اور لاتعلقی کو خاص محسوس نہیں کیا تھا۔

زیبی نے اس کا سارا سامان تیار کیا اور وہ دونوں مقررہ وقت سے کچھ دیر پہلے پارلر کے لیے روانہ ہوئی تھیں جب ایک قدرے سنسان روڈ پر ان کی گاڑی کو ایک دوسری گاڑی

نے بے ڈھنگے پن سے اوورٹیک کیا اور وہ گاڑی ان کی گاڑی کے بالکل سامنے آ کر رک گئی تھی۔ اس سے پہلے ان دونوں کو یا ڈرائیور کو کچھ سنبھلنے یا سوچنے کا موقع ملتا دو نقاب پوش اسلحہ بردار اس گاڑی میں سے برآمد ہوئے۔ ایک نے فرنٹ ڈور کھول کر ڈرائیور کو قابو کیا جبکہ دوسرا ان دونوں کی طرف بڑھا جو مسلسل چیخیں مار رہی تھیں' یشفع کو پہچانتے ہی اس نے زیبی اور اس کو کوئی رومال سنگھایا تھا جس سے دونوں پل بھر میں بے ہوش ہو کے وہیں لڑھک گئی تھیں۔ جیب سے موبائل نکل کر اس نے ایک بار پھر تصویر اور متعلقہ لڑکی کو غور سے دیکھا اور اسے اس گاڑی سے نکال کر اپنی گاڑی تک شفٹ کرنے میں پانچ منٹ سے بھی کم وقت لیا تھا اور دس منٹ مکمل ہونے سے پہلے پہلے وہ ڈرائیور کے ہاتھ پیچھے باندھ کر منہ پر ٹیپ لگا کر وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔ وہ کوئی مین روڈ نا تھا بلکہ ایک ذیلی سڑک تھی جس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا۔ دوسرے اگر ہوتی بھی تو اس نفسانفسی کے دور میں جب ہر انسان اپنے فائدے کی سوچتا ہے' کون پرائی آگ میں اپنا آپ جھونکتا۔ بہت دیر بعد ایک گاڑی وہاں سے گزری تھی اور سڑک کے عین درمیان میں گاڑی کھڑی دیکھ کر ڈرائیور اپنی گاڑی سے اتر کر ایسی غلطی کرنے والے کو سخت سست سنانے آیا تھا جب گاڑی میں موجود لوگوں کا حال دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی رہ گئیں' اسی بھلے مانس نے ڈرائیور کے

منہ سے ٹیپ اتار کر' بندھے ہاتھ کھولے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

سمیر آج صبح سے ہی بے حد مصروف تھا' صبح اسے پہلے ڈی آئی جی صاحب کی ایک ارجنٹ میٹنگ اٹینڈ کرنی پڑی تھی پھر اپنے علاقے کی حدود ہی میں دو خاندانوں کے درمیان جھڑپ ہو جانے پر کچھ بندوں کے مرنے کی اطلاع پر اسے خود وہاں بھاگنا پڑا تھا۔ واپس آتے آتے بھی عصر تو ہو ہی گئی تھی ابھی کچھ آفیشلی کام نمٹانے تھے جب ایک ان نون نمبر سے اسے کال موصول ہوئی تھی۔

"ہاں تو مسٹر سمیر... بہت اسمارٹ سمجھتے ہو ناں اپنے آپ کو مگر یہ بات یاد رکھنا اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والے ہی ہمیشہ منہ کے بل گرتے ہیں۔" دوسری طرف اس شخص کے لہجے میں کوئی خاص بات تھی کہ وہ فوراً سیدھا ہو بیٹھا۔

"کون بول رہا ہے اور اس بکواس کا مقصد؟" اس نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ جس فیلڈ اور جس سیٹ پر تھا ایسی باتیں اور فون کالز اس کے معمول کا حصہ تھیں۔

"ڈکیتی والے کیس میں ہمارے جو تین بندے تمہارے ہتھے چڑھے ہیں وہ چھوڑے یا نہیں؟" تحکمانہ اور دبنگ لہجہ اس کا بھی خون گرم کر گیا۔

"اوہ تو تم ہو۔ اب کہ وہ تھوڑا ڈھیلا پڑا۔ "میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ دولت کی طاقت

کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو' قانون کی طاقت سے ہرگز بڑی نہیں ہے۔ وہ مجرم ہیں تو انہیں سزا ضرور ملے گی اور کسی مائی کے لعل میں جرأت نہیں ہے جو انہیں میری کسٹڈی سے چھڑا لے جاسکے۔ آئندہ کال کرنے کی زحمت مت کرنا۔" اپنا جملہ مکمل کر کے وہ کال ڈراپ کرنے کو تھا جب دوسری طرف استہزائیہ قہقہہ اس کو چونکا گیا۔

"ٹھیک ہے' ٹھیک ہے مان لینے کا وعدہ کر لیتے ہیں تمہاری بات مگر کیا ہے اتنی بڑی باتیں اور اتنے بڑے دعوے بندہ نہ ہی کرکے تو اچھا ہے خوامخواہ کی شرمندگی ہوتی ہے بعد میں خود کی نظروں میں بھی اور دوسروں کے سامنے بھی۔ فی الحال فون تو بند کر رہا ہوں تم ذرا فون کرکے اپنے گھر کی خیر خبر لے لو یا بہتر لگے تو ایک چکر لگالو گھر کا اور اپنی ہونے والی سسرال کا۔ یہ کیا کہ بندہ نوکری کو زندگی سمجھ کر گھر بار ہی بھول جائے۔" مکار لہجے میں کہا گیا طویل جملہ سمیر کو کھڑا ہونے پر مجبور کر گیا۔ اس نے ایک لمحہ لگایا تھا سوچنے میں پھر بجلی کی تیزی سے اپنی ممی کا نمبر ڈائل کیا' دوسری طرف سے جو خبر اسے ملی تھی وہ اس کے حواس بھک سے اڑا گئی تھی۔ شام کی تقریب کے لیے پارلر جانے والی یشفع کو راستے میں گن پوائنٹ پر اغوا کر لیا گیا تھا' وہ فوراً ہی آنٹی کے گھر پہنچا تھا' مما بھی وہیں تھیں اور یشفع کی ممی کا تو رو رو کر بُرا حال تھا۔

"ہماری تو کسی سے دشمنی بھی نہیں سمیر بیٹا... وہ ضرور میری بچی کو کسی اور کی غلط فہمی میں

لے گئے ہیں اور اغواء برائے تاوان تو ہرگز نہیں تھی ورنہ وہ رقم کا تقاضا کرتے یا گاڑی ہی لے جاتے۔ تم اپنے سورسز استعمال کرو' کچھ کرو میری بیٹی کو واپس لے آؤ۔" آنٹی جو نڈھال ہو چکی تھیں۔ سمیر کو دیکھ کر تیزی سے اس کے پاس آئیں اور ایک بار پھر رونے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

"جی آنٹی... آپ پریشان نہ ہوں میں لے آؤں گا اسے واپس بہت جلد آپ کے پاس۔ ممی آپ ان کو سنبھالیں' مجھے ایک بار پھر جانا ہوگا اور زیبی کہاں ہیں؟ میں ان سے بھی کچھ پوچھنا چاہتا ہوں ویسے تو ڈرائیور سے تفصیل پوچھ چکا ہوں مگر ہو سکتا ہے وہ کچھ اور بتا سکیں۔" وہ گہری سنجیدگی سے بولا تھا' پھوپو جلدی سے اندر سے زیبی کو بلانے دوڑیں جو کہ خود بھی اس واقعے کے بعد عجیب سی خوف و ہراس بھری کیفیت کا شکار تھی اور ابھی کچھ لمحات قبل ہی کمرے میں گئی تھی۔ ایان کو زیبی نے کال کرکے بتادیا تھا' وہ بھی یقیناً پہنچنے والا تھا پھر زیبی کے آنے پر سمیر نے اس سے بھی پوری تفصیلات پوچھی تھیں پھر ایک بار آفس کے لیے نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ہوش میں آنے پر اس نے خود کو ایک قدرے درمیانے درجے کے کمرے میں پایا تھا جہاں صرف ایک سنگل بیڈ اور الماری کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ باہر کی طرف کھلنے والا

دروازہ بھی لاکڈ تھا۔ وہ انہی کپڑوں میں اور اسی چادر میں ویسے ہی ملبوس تھی جیسے گھر سے نکلی تھی ہاں اس کا پرس' موبائل اس کے پاس موجود نہیں تھا اسے اس کی مایوں والے دن اغوا کرلیا گیا ہے اور وہ نجانے کس مقصد کے لیے کہاں لائی گئی ہے؟ اس خیال کے آنے پر وہ بجلی کی تیزی سے دروازے کی طرف آئی اور دروازہ پیٹ پیٹ کر اس نے ہاتھ سرخ کرلیے تھے مگر کسی نے دروازہ کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ روتے ہوئے اس نے بیڈ کے عین اوپر لگی وال کلاک کو دیکھا اور سات بجے کا ٹائم دیکھ کر اس کے رونے میں اور شدت آگئی تھی اسے یہاں آئے چار گھنٹے ہو چکے تھے اور اتنی دیر میں اس کی ممی پر کیا کیا نہ قیامت ٹوٹ چکی ہوگی جبکہ مہمانوں کے آنے کا ٹائم نو بجے کا تھا اگر وہ مقررہ وقت پر گھر نہ پہنچی تو کس کس کو جواب دیں گی ممی' عین مایوں کے دن ان کی بیٹی کہاں چلی گئی؟ سوچ سوچ کر وہ روتی اور دروازہ پیٹتی رہی تھی۔

"میں کہتی تھی سمیر... مت الجھو ایسے ویسے لوگوں سے' سچ کے علمبردار بن کر لوگوں کے جرائم عوام کے سامنے بے نقاب کرتے ہو تو کیا وہ چپ بیٹھیں گے؟ تم خیال رکھا کرو۔"

وہ اسے سمجھاتی تو وہ الٹا اس کا مذاق اڑایا کرتا تھا کہ جب تک زندگی ہے تو موت خود انسان کی حفاظت کرتی ہے۔

"دیکھو تو لڈو... میں کتنی بڑی آزمائش میں گھر گئی ہوں میری ہر مشکل کو مجھ سے پہلے

حل کرتے ہو' خدا کے لیے آ کر مجھے لے جاؤ۔" اس مشکل گھڑی میں بھی وہ خدا کے بعد جس کو یاد کر رہی تھی وہ ایان ہی تھا' دفعتاً دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے چادر سے خود کو مزید لپیٹا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک عجیب سی شکل والے بندے کو اسلحہ سمیت اندر داخل ہوتا دیکھ کر اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"کک... کون ہو تم... دیکھو اللہ کے لیے مجھے جانے دو' میری ممی بہت پریشان ہوں گی۔ آج... آج میری مایوں ہے' تم مجھے کیوں لائے ہوں یہاں...؟" اس نے روتے ہوئے اس کرخت شکل والے آدمی سے کہا۔

"دیکھو بی بی... ہماری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے جس کی دشمنی میں تجھے یہاں لایا گیا ہے وہ ہمارے چند مطالبات مان لے تو تجھے چھوڑنے میں چند منٹ بھی نہیں لگائیں گے۔ اس لیے بار بار دروازہ بجا کر نہ ہمیں پریشان کرو اور نہ خود کو تھکاؤ۔" مشینی انداز میں کہہ کر وہ شخص وہاں سے چلا گیا تھا اسے ایک بار پھر روتا چھوڑ کر۔

☆☆☆☆☆☆

ایان پر یشفع کے اغوا کی خبر گویا بجلی بن کر گری تھی' اس نے اپنا کام ادھورا چھوڑا اور فوراً پہنچنے کی کی تھی۔ گھر تو بقعۂ نور بنا جگمگا رہا تھا مگر اندر کی فضا ماتمی سی تھی' پھوپو نے ہی معاملہ فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے یشفع کی ممی سے سب کے نمبرز لے کر ایمرجنسی کی

صورت میں آج کا فنکشن نہ ہونے کے فون کرکے معذرت کرلی تھی۔ آنٹی تو ایک دوبار بے ہوش بھی ہوچکی تھیں' اب ڈاکٹر کے کہنے پر ان کو دوائی دے کر سلایا تھا۔ یشفع کی آنٹی اور ہونے والی ساس مسلسل اپنی بہن کے ساتھ تھیں جبکہ سمیر کا کچھ پتا نہیں تھا۔ ایان اس سے مل کر ہی کوئی لائحہ عمل بنانا چاہتا تھا مگر کال کرنے پر اس کا نمبر اس کو بند ملا تھا۔ یشفع کی کیسی حالت ہوگی اور اسے کس نے اغوا کیا ہو گا اور کہاں لے گیا ہو گا یا اغوا کرنے والوں کا مقصد کیا تھا؟ یہ سوچ سوچ کر اس کی دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں۔ وہ زیبی کو بتانے آیا تھا کہ وہ سمیر سے ملنے جارہا ہے جب وہ زبردستی اسے کچن میں لے آئی تھیں۔ بھائی کو تسلی دینا بھی چاہتی تھی۔

"کون ہوسکتا ہے ایان تمہارے خیال میں اور ان کا کیا مقصد ہوسکتا ہے اور بالفرض اگر یہ اغوا برائے تاوان کی کارروائی ہے تو اب تک ان کی ڈیمانڈ کا فون آچکا ہوتا۔" وہ جو اب تک اپنی ممانی کو اور ماں کو تسلی دے دے کر تھک چکی تھی' اپنے خدشات بھائی کے سامنے بیان کرنے لگیں۔

"پتا نہیں زیبی... میں خود سخت پریشانی اور الجھن کا شکار ہوں' سمیر سے مل کر اب پولیس کو درمیان میں لانا ہو گا کہ اس کے بنا کوئی چارہ نہیں' فی الوقت ہمارے پیش نظر یشفع کی زندگی ہے اس کے بعد باقی باتیں آتی ہیں۔"

"اور ایان... ابھی تو بات پھیلی نہیں ہے' اللہ کسی لڑکی کا ایسا نصیب نہ بنائے کہ جس کو شادی کے دن اغوا کرلیا جائے۔ اب نہ جانے کیا ہوگا اگر جو یشفع پرسوں تک واپس نہ آئی۔" زیبی کے لہجے میں یشفع کے لیے بے حد ہمدردی اور خدشات تھے۔ ایان نے تادیبی نظروں سے زیبی کو دیکھا اور چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی پر آنے والی وقتی آزمائش سے اس کے اچھے یا برے نصیب کا فیصلہ کرنا بے وقوفی ہے۔ بس دعا کریں کہ ہم سب اور وہ خود اس آزمائش سے جلدی گزر جائے۔" اس کے کہنے پر زیبی نے سر ہلایا اور اسے رخصت کرنے گیٹ تک آئی۔

سمیرا دو دن سے گھر نہیں گیا تھا اس نے یشفع کو ڈھونڈنے کے لیے اپنے سارے ذرائع استعمال کیے تھے مگر فی الحال کہیں سے بھی کامیابی نہیں مل سکی تھی۔ اس دوران مسلسل اس پر دباؤ بڑھ رہا تھا کہ اس نے ان لوگوں کے مطالبات پورے نہ کیے تو اس کی ہونے والی بیوی اپنی عزت اور زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گی تاہم فی الوقت وہ محفوظ تھی ہر آنے والی فون کال اس کے خون میں شرارے میں دوڑا دیتی۔ ایان بھی آیا تھا اس سے ملنے مگر سمیر نے ابھی تک اپنے گھر میں کسی کو ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی کہ یشفع کو اغوا کرنے کا مقصد اغوا کنندگان کا اس سے اپنے ساتھیوں کو چھڑوانے کا مطالبہ منوانا تھا۔

ایان سے یشفع کی دلی وابستگی پھر اس کی بڑھنے والی شہرت سے وہ ویسے ہی خفائف تھا سو اس کو اعتماد میں لیے بغیر صرف یہ کہہ کر واپس بھیج دیا تھا کہ فی الحال اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ یشفع کی ایک جگہ موجودگی کے کچھ کلیو ملے ہیں اور وہ جلد ہی واپس آجائے گی۔ اس کو واپس بھیجنے کے بعد اس کے پاس دو ہی راستے بچے تھے یا تو ان کی بات مان لیتا یا پھر جو مجرم اس کی قید میں تھے ان پر کوئی بھی حربہ آزما کر اس کے ٹھکانے معلوم کرتا اور ان پر خفیہ ریڈ کراتا مگر اس میں بہت وقت درکار تھا اور یہ رسکی بھی بہت تھا۔ وہ بھی سمیر تھا اس نے دوسرے طریقہ کار کو آزمانے کا سوچا اور تین گھنٹوں کے اندر اندر اس نے ان قیدی افراد سے پانچ ایسے ٹھکانے معلوم کرالیے جہاں پر یشفع کی موجودگی ممکن ہوسکتی تھی۔ اب اگلا قدم ان خفیہ جگہوں پر پولیس کا خفیہ ریڈ تھا جس سے مجرم بھی پکڑے جاتے اور یشفع کو بھی نقصان نہ پہنچتا۔ وہ بہت دیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ممکنہ خدشات و خطرات پر بحث کرتا رہا اور آخر کار ایک حتمی فیصلہ کرکے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆☆☆☆

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ بے حد نڈھال تھی۔ آج دوسری رات بھی ہونے کو تھی اور وہ یہاں قید تھی وہی خوفناک اور کرخت صورت والا آدمی تین دفعہ کھانا رکھ کر اس کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کسی التجا کا جواب دیئے بنا چلا جاتا تھا' کھانے کی ٹرے جوں کی توں موجود تھی۔ کل چار بجے سے آج رات آٹھ بجے تک اس کے منہ میں ایک گھونٹ پانی تک نہ گیا تھا۔ رونے اور احتجاج کرنے کے لیے بھی طاقت درکار ہوتی ہے جو اس وقت ہرگز اس کے پاس نہیں تھی' سر درد سے پھٹنے کو تھا ملحقہ واش روم میں جا کر بھی وہ جائزہ لے چکی تھی کہ کہیں کوئی روشن دان' کوئی درز نظر آئے تو نکلنے کی کوئی سبیل سوچ سکے مگر وہاں پر بہت اونچائی پر ایک ایگزاسٹ فین تھا اور وہ کمزور لڑکی رونے کے سوا کچھ بھی نہیں کرسکتی تھی مگر اب آنسو بھی خشک ہوگئے تھے۔ بھوک سے پیٹ میں شدید اینٹھن کا احساس ہورہا تھا' گزشتہ رات ایک پل کو بھی آنکھ نہیں لگی تھی اس کی' ہاں دن میں غالباً کمزوری کے باعث آدھ گھنٹہ کے لیے غنودگی ضرور چھائی تھی مگر اب اپنی موجودہ حالات' ممی کا سوچ کر نیند بھی دور جاکھڑی ہوئی تھی۔ رات ایک بجے تک تین جگہوں پر چھاپے مارنے پر ان کو مجرموں کے متعلق مزید معلومات تو ملی تھیں کچھ جرائم میں مطلوبہ لوگ گرفتار بھی ہوئے تھے مگر تاحال کامیابی نہیں ہوسکی تھی۔ چوتھی جگہ ایک فارم ہاؤس تھا جو شہر سے نسبتاً الگ تھلگ تھا وہ لوگ بہت احتیاط سے اندر داخل ہوئے تھے اور وہاں پر موجود آدمی کو ہرگز کسی کے آنے کی امید نہیں تھی جبھی رائفل سرہانے رکھے وہ گہری نیند سو رہا تھا جبکہ تہہ خانے کے ایک کمرے

میں بے ہوش پڑی یشفع کی اطلاع ملتے ہی اس آدمی سے تفتیش کرتا سمیر تیزی سے دوڑ کر وہاں پہنچا تھا اور اپنے باقی ساتھیوں کو کارروائی مکمل کرنے کی تاکید اور ہدایات دیتا وہ بے ہوش یشفع کو گاڑی میں اٹھا کر گھر لایا تھا۔ پولیس میں ہونے کے باعث اسے پتا چل چکا تھا وہ کسی بھی قسم کے تشدد سے نہیں بلکہ خوف یا کمزوری کے باعث بے ہوش تھی۔ رات کے تین بجے جب وہ گھر پہنچا تو' یشفع کی ممی تو ادویات کے زیر اثر تھیں' اس کی ممی بھی سو رہی تھیں جبکہ پھوپو اور ایان جاگ رہے تھے۔ زیبی نے مسلسل پانی کے چھینٹے مار مار کر اور ہلا جلا کر اسے ہوش دلایا تھا اور حواس لوٹتے ہی خود کو اپنوں کے درمیان دیکھ کر وہ ایک بار پھر رو دی تھی مگر اس رونے میں سرشاری اور آزادی کا جذبہ تھا۔ پھوپو اسے ساتھ لگائے تھپکتی رہی تھیں۔ ایان بھیگی آنکھوں سے بے حال سی یشفع کو دیکھے جارہا تھا' اس کی غیر موجودگی نے ان کے دل پر کیا کیا نہ ستم ڈھائے تھے یہ وہ خود اور اس کا اللہ جانتا تھا۔ وہ چلی جائے گی تو وہ ویران زندگی کیسے جئے گا' یہ احساس اسے اب ہورہا تھا کہ وہ اسے کبھی بھی نہیں بھول سکتا تھا۔

''ممی کہاں ہیں پھوپو... ان کو بلائیں' ان کو بتائیں کہ میں آگئی ہوں۔'' اس کی کمزور آواز پر پھوپو نے زیبی کو کچھ کھانے کے لیے اور دودھ گرم کرکے لانے کو کہا اور خود اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

''بھابی کا بی پی بہت بڑھ گیا تھا بیٹا... ڈاکٹر نے نیند کی دوا دے کر سلایا ہے' صبح ہونے میں بہت کم وقت ہے۔ نیند سے اٹھیں گی تو تمہیں دیکھ کر خوش ہوں گی' میرے اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ میری بچی پر اس نے اپنا کرم کردیا اور وہ پھر سے اپنوں کے درمیان ہے۔'' وہ اسے چومتے ہوئے کہنے لگیں' اسی دوران سمیر اپنی ممی کو جگا کر لے آیا تھا۔

''شکر ہے تم آگئیں بیٹا... کہاں تھیں وہ کون لوگ تھے؟ کس لیے لے کر گئے تھے؟'' تابڑ توڑ سوالوں نے اس کا چہرہ زرد کردیا۔ زبردستی دودھ پلاتی زیبی کا ہاتھ اس نے دور ہٹایا اور کچھ کہنے کی کوشش میں آنسو نکل آئے تھے۔

''ابھی یہ بہت تھکی ہوئی اور پریشان ہے۔ زیبی اسے لے جاکر سلادو۔ صبح بات ہوگی جو بھی ہوگی۔'' پھوپو نے کہا تو یشفع نے تشکر سے پھوپو کو دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں بھی چلتا ہوں ممی... تھوڑا ریسٹ کرکے صبح چکر لگاتا ہوں۔'' سمیر نے اپنی ماں سے بے حد سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

☆☆☆☆☆☆

''یشفع میری بچی... تم آگئیں... یااللہ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہی... میرے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ میری بچی میرے سامنے ہے...'' وہ اسے چومتیں' خود سے لگاتیں' بس روئے جارہی تھیں۔ صبح اٹھتے ہی انہیں یشفع کی صورت نظر آئی تھی جو اپنے کمرے میں

گئی ہی نہیں تھی ان سے لپٹ کر لیٹ گئی تھی۔ ذہن میں مسلسل وہ اذیت بھرے دو دن گردش کرتے رہے تھے جس نے اس کو اور اس کے سارے خاندان کو ایک دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔سمیر کی ممی ابھی تھوری دیر قبل ہی اپنے گھر روانہ ہوئی تھیں ان کے خیال میں سمیر سے مشورہ کرکے وہ آج رات کو ہونے والی تقریب آج ہی مقررہ وقت پر منعقد کرکے یشفع کو بہو بناکر جلد از جلد لے جانا چاہتی تھیں۔

"لیں جناب ہم باہر انتظار میں ہیں کہ یشفع آئے تو ناشتا اکٹھے کریں اور یہاں محترمہ اپنی مما کی گود میں لیٹ کر یقینا بچپن کا دور واپس لانے کے چکر میں ہیں۔" زیبی نے سب سے پہلے دروازہ کھولا اور اسے ممی کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موندے دیکھ کر اندر آ گئی تھی۔ اس کے پیچھے پھوپو اور ایان بھی تھے' یشفع فوراً اٹھ بیٹھی۔

"پتا ہے لڈو... مما کے بعد میں نے سب سے پہلے تمہیں یاد کیا بلکہ کوسا اور خوب گالیاں دیں کہ تم جو ہر ایرے غیرے سے پنگا لے کر ان کے راز فاش کرتے ہو تو تمہارے کسی دشمن نے مجھے اٹھالیا مگر وہ تو بعد میں پتا چلا کہ سمیر نے پچھلے دنوں..." ایان کو دیکھتے ہی وہ روانی سے اپنے ساتھ بیتنے والی ساری روداد سناتی چلی گئی۔

"چلیں جناب... گالیوں میں ہی سہی یاد تو کیا ناں محترمہ نے۔" وہ شگفتگی سے بولا۔

"مگر سمیر نے تو اس حوالے سے ہمیں کچھ بھی نہیں بتایا گر بتا دیتا تو ہماری پریشانی کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نوعیت میں کمی آسکتی تھی۔" ممی نے الجھ کر کہا۔

"ارے بھابی... اب وہ وقت گزر گیا تو اس کو یاد کرکے نہ خود پریشان ہوں نہ بچی کو کریں۔شکر ادا کریں کہ بچی ہمارے پاس آ گئی اور انہوں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔" پھوپو نے کہا تو ممی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ممی اب پھوپو کو بتانے لگیں کہ ان کی بہن نے چونکہ شادی کے دعوت نامے بانٹ رکھے ہیں تو یہی خواہش ہے کہ بارات کا فنکشن اور رخصتی آج ہی ہو۔ پھوپو نے بھی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا تھا کہ اچھا ہے نیک کام میں دیر مناسب نہیں ہے' ساتھ ہی انہوں نے یشفع سے کہا تھا کہ وہ چند گھنٹے آرام کرلے۔ ان سب باتوں سے قطع نظر ایان کا چہرہ یہ سن کر دھواں دھواں ہوگیا تھا حالانکہ یہ بات تو طے تھی مگر اس سے دوری کا تصور ہی سوہان روح تھا' دل کسی طور سنبھلنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔

"دشمن سے اب زیادہ خبردار رہنا ہوگا کہ وہ چوٹ کھائے سانپ کی طرح ہے۔ آج میں خود لے کر جاؤں گا یشفع کو۔" ایان باہر جاتے جاتے پلٹ کر گویا ہوا۔یشفع بے اختیار سہم گئی۔

"نہیں... میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی۔" وہ ڈر کے بولی تو کمرے سے باہر جاتا ایان پلٹ آیا۔

"اس وقت ہم بے خبر تھے یشفع... اور اب خبردار ہیں' سارے خوف جھٹک کر ریسٹ کرو ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔" اس کو نرمی سے سمجھا کر فوراً باہر نکل گیا تھا۔ یشفع ایک بار پھر مما کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی' ممی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پھوپو اور زیبی سے ایک بار پھر رات کی تقریب کے حوالے سے بات کرنے لگیں۔ ماں کی گود' پیار بھرا لمس' گھر کی محفوظ چار دیواری میں ہونے کا احساس دل کو سکون میسر آیا تو دو دن سے نیند کو ترستی آنکھیں اور آرام وسکون ڈھونڈتے دماغ پر غنودگی سی چھانے لگی تھی۔ وہ پتا نہیں آدھا گھنٹہ یا گھنٹہ ہی پُرسکون نیند لے سکی تھی جب ممی کی تیز آواز پر اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ زیبی اور پھوپو بھی متوحش سی ممی کو دیکھ رہی تھیں' یشفع کچھ نہ سمجھتے ہوئے بال سمیٹتی اٹھ کر کمرے سے باہر آ گئی تھی۔

"اسے سمجھاؤ شائستہ... وہ ایسا کس طرح کرسکتا ہے ہمارے ساتھ' چند گھنٹے بعد کا مہمانوں کو ٹائم دیا ہوا ہے۔ کیا جواب دیں گے لوگوں کو کہ ہماری بچی جسے دلہا والے بڑے چاؤ سے بیاہ کر لے جانا چاہتے تھے وہ اغوا ہونے کے بعد ان کے لیے مشکوک ہو چکی ہے؟" وہ اونچی آواز میں غصے سے کانپتی ہوئی بولیں' کیچر لگاتی یشفع کے ہاتھ وہیں ساکت رہ گئے۔

"تمہارے سامنے ہی یشفع نے بتایا تھا کہ وہ وہاں بالکل محفوظ رہی ہے اور اسے لے

جانے کا مقصد خدانخواستہ کوئی اور نہیں تھا' سمیر سے اپنے بندے چھڑوانا تھا۔ میں تو شکر ادا کرتے نہیں تھک رہی کہ میری بچی کی زندگی اور عزت محفوظ رہی اور تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ وہ ایسی لڑکی کو بیوی نہیں بناسکتا جس کا کردار اس کے لیے مشکوک ہو۔" ممی کی تلخی سے بھری آواز اور اپنے بارے میں ایسے الفاظ سن کر یشفع کا چہرہ بالکل زرد پڑ گیا۔ زیبی نے اٹھ کر فوراً ہی اسے کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ بیٹھایا تھا۔

"ایسا مت کرو شائستہ ہمارے ساتھ' میری بہن ہو کر مجھے زندہ درگور مت کرو۔" ممی اب روتے ہوئے آنٹی سے منتیں کر رہی تھیں اور انہیں یقین دلا رہی تھیں کہ یشفع ویسی ہی ہے جیسے اغوا سے پہلے تھی مگر چند منٹوں کی گریہ زاری کے بعد انہوں نے روتے ہوئے موبائل بند کرکے ٹیبل پر رکھ دیا اور خود پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

"دیکھیں تو آپا... پتا نہیں میرے کون سے گناہوں کی سزا ہے کہ آزمائش پر آزمائش آرہی ہے مجھ پر۔ سمیر نے یشفع سے شادی سے انکار کر دیا ہے' وہ کہتا ہے کہ میری بیٹی اب پاکیزہ نہیں رہی۔ یہ سننے سے پہلے میں مر کیوں نہیں گئی' اس کا فون بند ہے خود کہیں چلا گیا ہے۔"

"مت روئیں بھابی... گناہوں کی سزا ہوتی ہے' آزمائش نہیں۔ اللہ نہ کرے جو یہ سزا

ہو' اللہ نے پہلے بھی آزمائش میں مدد کی ہے ہماری' وہ پھر بھی ہماری پکار سنے گا اگر جو اس سے مدد طلب کریں۔ آپ ایک بار پھر اپنی بہن سے بات کریں' اسے سمجھائیں اور اگر مناسب سمجھیں تو میں ایان کو سمیر کے پاس بھیجوں گی' وہ اسے سمجھائے گا۔"

"کوئی کسی کے پاس نہیں جائے گا نہ کوئی اس کی منتیں کرے گا' نہ پاؤں پڑے گا۔ اس کو یقین کرنا ہوتا تو میری بات کا کرتا' اب تو واسطے منتیں کرکے مجھے اس کے پلے زبردستی باندھ دیں گی ممی... بعد میں اس کے سامنے مجھے پاکیزہ کیسے ثابت کریں گی؟ میری ساری زندگی اس کو اپنے کردار کے حوالے سے مطمئن کرنے میں گزر جائے گی۔ ساری زندگی کا عذاب میرے سر پر مسلط کرنے کی بجائے اسی ایک رسوائی کو برداشت کرلیں کہ لڑکے نے شادی سے انکار کردیا عین بارات والے دن مگر میں اب اس شخص کا نام بھی نہیں سننا چاہتی۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخ پڑی' ممی اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گئی تھیں۔

"بیٹا... غلط فہمیاں ہوجاتی ہیں اور ان کو دور بھی کیا جاسکتا ہے۔" وہ اپنا رونا بھول کر اس کے پاس آگئیں اور اس کے بال سنوارتے ہوئے بھیگے لہجے میں کہا۔

"یہ غلط فہمی نہیں ہے ممی... شک ہے' الزام ہے وہ بھی کردار پر جو ایک عورت کی سب سے قیمتی متاع ہے۔"

"ہم کس کس کو جواب دیں گے بیٹا... کس کس کے منہ بند کریں گے۔ سمیر کو جب تم بتاؤ گی' سمجھاؤ گی وہ سمجھ جائے گا' بہت محبت کرتا ہے تم سے مگر ایسے..." ممی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا وہ مزید بھڑک اٹھی۔

"ممی... مجھے ایسی محبت نہیں چاہیے جو شک سے زہر آلود ہو جس کے ساتھ عزت نہ جڑی ہو۔"

"ممانی... میں ایک بات کروں اگر جو آپ ٹھنڈے دل سے میری بات سن لیں؟" خاموش بیٹھی زیبی نے اچانک کہا۔

"ہم نے' ہمارے گھر والوں نے ہمیشہ یشفع کو بہو بنانے کا سوچا تھا مگر اس سے پہلے کہ دست دراز بڑھا کر آپ سے یہ گوہر نایاب طلب کرتے قسمت نے بازی پلٹ دی تھی۔ آج میں ایک بار پھر اپنے بھائی کی خوشیوں کے لیے آپ کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہوں' یشفع آج ہی دلہن بنے گی ممانی..." زیبی نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا اور جھجکتے ہوئے کہہ ڈالا۔ ممانی تو ممانی یشفع تک ششدر رہ گئی' ممی کچھ دیر زیبی کو دیکھتی رہیں اور پھر رو دیں۔

"میرے اللہ تیرا لاکھ شکر ہے' تُو نے مجھ گناہ گار پر اپنا کرم کردیا۔ آج اس بات پر مجھے یقین آ گیا کہ رشتے خون سے نہیں بلکہ احساس سے بنتے ہیں اور حقیقی اپنے وہی

ہوتے ہیں جو مصیبت میں ساتھ دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں بیٹا..." مگر ممانی کی خوشی کے ان لمحات کو یشفع نے زیادہ طویل نہ ہونے دیا اور بات کاٹ دی۔ "مگر مجھے منظور نہیں ہے زیبی آپی... مجھے آپ کی محبت پر کوئی شک نہیں ہے مگر ایان بھی تو مرد ہے' جب ایک مرد کے دل میں شدید محبت کے ہوتے ہوئے شک کا بال آسکتا ہے تو دوسرے کے دل میں کیوں نہیں وہ بھی اس کے لیے جس کو محض رشتہ داری میں قربانی کا بکرا بنایا جارہا ہو۔ میں نے جان لیا ہے کہ لڑکی کے لیے صرف یک غلطی چاہے وہ دوسرے کی ہی کیوں نہ ہو' اس کے کردار پر کئی سوال لا کھڑے کرتی ہے۔ مجھے اب شادی ہی نہیں کرنی۔" اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا اور ان سب کو حیران پریشان چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔ کسی کو اپنی بات کہنے کا موقع دیئے بغیر' کمرے میں جاکر اپنے ساتھ ہونے والے عجیب وغریب حالات کا احساس ہونے کی دیر تھی کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ کچھ ہی دیر بعد زیبی آپی ایک بار پھر اس کے سامنے تھیں۔ "مجھے اپنے بھائی کے بارے میں' اس کی محبت کے بارے میں اور تمہارے ساتھ اس کی دلی وابستگی کو بیان کرنے کے لیے کئی دن درکار ہیں اور ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ اس کی محبت لمحاتی یا وقتی نہیں ہے' ایک چھوٹی سی کوشش ضرور کررہی ہوں یہ نصیحت کرنے کے ساتھ کہ ہر شخص کو نظریے کی ایک ہی کسوٹی پر نہیں پرکھتے۔ یہ کچھ

یادداشتیں ہیں جو میری نظر سے غیردانستہ طور پر گزری تھیں مگر میں تمہیں دانستہ دے کر جارہی ہوں انہیں ایک دفعہ دیکھ لو پھر بات کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے بہت سے ڈائریز اس کے پاس رکھ کر باہر چلی گئیں۔ یشفع نے ناسمجھی کی کیفیت میں ان کو دیکھا پھر ایک ڈائری کو اٹھایا' ایان کی رائٹنگ تھی۔ اس نے اسے کھولا تو وہ عام یادداشت نہیں تھی اس میں محبت کا ایک جہان آباد تھا اس نے جہاں سے بھی صفحہ کھولا' جس بھی ڈائری کو کھولا وہ یشفع نامہ لگا اسے۔ ہر لفظ میں محبت سانس لے رہی تھی' پے درپے ہونے والے انکشافات اتنے شدید اور اچانک تھے کہ سارے احساسات ہی آپس میں گڈمڈ ہوگئے تھے' وہ ابھی کچھ سوچ بھی نہ پائی تھی کہ دروازہ کھول کر ایان داخل ہوا اور اسے دیکھتے ہی اسے فی الحال یہی یاد آیا تھا کہ اس کا کتنا بڑا نقصان ہوچکا تھا اور وہ اپنے تمام مسئلے اس کے سامنے ہی بیان کرتی تھی۔ "لڈو..." اس نے رقت سے پکارا۔ "تمہیں بتایا کسی نے کہ میرے ساتھ کیا ہوگیا ہے؟" اس کے اپنے پاس بیٹھتے ہی اس نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "وہ کہتا ہے... وہ شادی نہیں کرسکتا کیونکہ میرا کردار ویسا نہیں رہا جیسے پہلے تھا۔ میرا دل کررہا ہے میں مرجاؤں لڈو..." وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رودی تھی۔ "مریں تمہارے دشمن یار... میرے خوش ہونے کے دن آئے تو تم مرنے کی باتیں

کررہی ہو۔" یشفع کی حالت کے برعکس وہ بہت ریلیکس موڈ میں تھا۔

"لڈو... میرے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اور تم خوش ہو؟" وہ تحیر سے رونا بھی بھول گئی۔

"میں تمہارے ساتھ جو ہوا اس پر ہرگز افسردہ نہیں ہوں کیونکہ میرے پیارے اللہ نے تمہیں مجھ سے ملوانا جو تھا تو اسباب بھی تو بننے تھے ناں۔ اب رو رو کے پلیز اپنی شکل خراب مت کرو اور میرا موڈ بھی۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"مت پوچھو یار... ابھی میں اظہار محبت کا وقت اور طریقہ ہی سوچ رہا تھا کہ وہ گھونچو بیچ میں آ گیا پھر اس سے تمہاری وابستگی دیکھ کر اور سن کر دل پر کیسے کیسے عذاب نہ اترتے تھے پھر کوشش کی کہ تمہاری خوشی میں خوش ہو کر تمہیں بھول جاؤں مگر وہ کوشش بھی منہ چڑا کر بھاگ گئی۔ تمہاری شادی کی تیاریاں تھیں اور میری اللہ سے دعائیں تھیں کہ یا تو میرے دل سے اس لڑکی کو نکال دے یا پھر میرے رقیب کی زندگی سے اس کو نکال دے اور میرے رب نے میری دعاؤں کو اذن بخش دیا قبولیت کا اور تم کہتی ہو کہ میں افسوس کروں۔ واہ یار... تمہاری ذہانت پر صرف افسوس ہی کرسکتا ہوں۔" وہ سر ہلاتے ہوئے مصنوعی افسردگی سے بولا۔

ہمیشہ وہ ہی بول بول کر اس کا سر کھاتی تھی' آج وہ بول کر اسے حیران کیے دے رہا تھا۔ کچھ اس انداز میں اپنی محبت کا احساس دلاتے ہوئے کہ سارے ملال دھلتے دکھائی

دے رہے تھے۔

"اور تم نے میرا بہت دل دکھایا وہ سطحی سی بات کر کے کہ سمیر تم پر شک کرسکتا ہے تو میں بھی تو کرسکتا ہوں۔" وہ سنجیدہ ہو کے بولا تو یک ٹک اس کو دیکھتی یشفع نے بھی نظریں جھکالیں۔

"ہر مرد کی محبت سطحی نہیں ہوتی' میں نے محبت کا مفہوم بعد میں جانا تمہاری وابستگی دل میں پہلے محسوس کی۔ مجھے تم پر کل بھی اعتبار تھا آج بھی ہے اور میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ خدانخواستہ اس حادثے کے نتیجے میں تم پر کوئی حرف بھی آتا تب بھی میرے لیے وہی اہمیت رکھتیں جیسی آج رکھتی ہو کیونکہ میں نے تمہیں روح کی گہرائیوں سے چاہا ہے۔ اس لیے اب جلدی سے میرے ساتھ مارکیٹ چلو' ایمرجنسی میں شادی کا جوڑا لینا ہے اور ابھی تو قاضی اور گواہان کا بندوبست بھی کرنا ہے۔" وہ عجلت میں بولا تو یشفع نے ڈبڈبائی آنکھوں سے پیارے سے دل والے اس پیارے سے شخص کو دیکھا اور پھر اس کے کندھے پر مکا رسید کیا۔

"لڈو کے بچے یہ سب مجھے پہلے بتا دیتے۔" وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے اور وہ اسی مقررہ وقت پر اچھی لگتی ہے اب تو لڈو لڈو کہہ لیا کرو مگر میرا نہیں خیال کہ بعد میں میرے بچے اپنے ابا کے لیے ایسا لفظ برداشت کریں

گے۔" اس کی اتنی بے تکلفی پر یشفع کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا پھر وہ جب بات کو سمجھی تو شرم سے اس کا سر جھکتا چلا گیا۔ ایان کو یقین تھا کہ ان کی آئندہ تد گی بہت حسین گزرنے والی تھی کیونکہ کچھ ہی دیر بعد وہ شادی کی ارجنٹ تیاری کے لیے باہر جارہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

محبت قربانی بھی مانگتی ہے اور سمیر نے یہ قربانی دی تھی جس وقت اغوا کی جگہ سے وہ یشفع کو لے کر نکل رہا تھا اس وقت اس کے لب پر صرف ایان کا نام تھا۔ وہ بے ہوشی میں بھی اسے پکار رہی تھی اور وہیں اس نے فیصلہ کر لیا تھا اپنی محبت سے دستبر دار ہونے کا۔